PROF. AHMAD RAFIQ AKHTAR'S LECTURES
WWW.ALAMAAT.COM

حقیقت علم اور خدا شناسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرات محترم! آج کا عنوان حقیقت علم اور خدا شناسی یہ اتنا بڑا موضوع ہے کہ اس پر اگر گھنٹوں نہیں دنوں اور برسوں بھی گفتگو ہوتی رہے تو شاید کم مگر میں آپ سے یقیناً ایک بات جو کہنے آیا ہوں کہ علم کی تشنگی ایک ایسے سراب کی طرح ہے کہ میرے دل میں اٹھی کہ سب کچھ پڑھنے لکھنے کے باوجود اپنی زندگی کے دو بنیادی سوال حل نہ ہو سکے اور میں نے اور لوگوں کی طرح قرآن اور حدیث کو ابتدائی عہد میں نہیں پڑھا بلکہ جب یہ تشنگی اتنی بڑھ گئی اور امن و سکون اور چین غارت ہو گئے اور جب کسی پل قرار نہ رہا تو مجھے ایک خیال آیا کہ آخر وہ کون سے بنیادی سوال ہیں۔ جن سے انسان کا ذہن مسلسل جدوجہد کرتا ہے۔ ایک بات مجھے بھی اس وقت تک سمجھ نہ آئی تھی کہ میں عذاب قبر سے کیوں ڈروں۔ میں ملائکہ سے کیوں خوفزدہ ہوں۔ میں حساب کتاب کے ان تمام خیالات کو کہاں سے اور کس طرح Justify کروں۔ تو میرے ذہن میں صرف ایک خیال جو بڑا خیال آیا تھا وہ یہ تھا اور وہ ایک علمی حقیقت کے طور پر ابھرا کہ کیا مجھے یہ فیصلہ نہ کرنا ہوگا کہ میں زندگی میں آزاد ہوں کہ غلام ہوں۔

حضرات محترم! ابتدائے فکر میں قریباً قریباً تمام علمی ڈیٹا کا احاطہ کرنے کے بعد یہ سوال بڑی شدت اور بڑی بے چینی سے اٹھا کہ میں آزاد ہوں کہ میں غلام ہوں۔ حضرات محترم اس سوال کا حل ایک دوسرے بڑے سوال میں موجود تھا کہ اگر خدا ہے تو میں آزاد نہیں ہوں۔ اور اگر خدا نہیں ہے تو میں آزاد ہوں۔ جب مسئلہ آگے بڑھا اور نوعیت یہ آ گئی کہ مجھے میری آزادی، میرے اختیار کا سب سے بڑا حریف تصور خدا لگا۔ مجھے ایسے محسوس ہوا کہ ذہنی اور علمی سطح پر مجھے ہر مرتبہ ایک ایسی ہستی سے واسطہ پڑتا ہے کہ جو مشورت نہیں کرتا جو میری بات نہیں مانتا بلکہ اپنے مستقل قوانین کی صورت میں وہ خود بھی موجود ہے اس کا ایک لائحہ عمل بھی موجود ہے ایک کتاب علم حکمت بھی موجود ہے۔ ایک ایسی کتاب جس کا یہ دعویٰ ہے کہ ہر لفظ میرا لفظ ہے۔ اللہ کا یہ دعویٰ ہے کہ ایک ایک لفظ ایک ایک آیت کو میں نے بڑے غور و فکر سے سمیٹا ہے۔ لکھا ہے۔ اور قیامت تک میرا لکھا ہوا یہ ہر لفظ غیر متغیر ہے اور میری سنت غیر متغیر ہے۔ میرا خیال غیر متغیر، حضرات گرامی! علم کیا چیز پیدا کرتا ہوگا اور علم کی حیثیت خدا کے نزدیک کیا ہوتی ہوگی اور کیا اعمال ظاہرہ جو ہم اپنی زندگیوں میں ایک ایکڈیمک سٹائل سے جس میں نماز شامل ہے، روزہ شامل ہے، زکوٰۃ و صدقات شامل ہیں۔ کیا مقصود پروردگار اعمال ظاہرہ سے اعمال ظاہرہ ہی ہیں یا ان سے بھی کوئی آگے بڑھتی ہوئی اپروچ نکلتی ہے۔ تو قرآن کے آغاز کے مطالعہ سے مجھے ایک فکری دھچکا لگا تھا کہ پروردگار نے انسان کی زندگی علم سے شروع کی ہے اور انسانی زندگی کا ترفع، عروج، عزت اور وقار اس نے علم کے ایک اور

محاکے میں رکھا ہے کہ جب زمین میں چلتے پھرتے اس جنگلی اور وحشی انسان کو جو 80 لاکھ ارب 80 لاکھ سال سے زمین پر موجود تھا۔ جسے ہم ہوموہوالکس اور ہوموار یکٹس کہتے ہیں۔ جو ایک جنگلی اور وحشی جس کے پاس ایک کلہاڑا تھا اور جو شکار کے سوا کوئی شے نہیں جانتا تھا۔ جس کا Survival اتنا عظیم تھا کہ خداوند کریم کی آیت گرامی کے مطابق اس کو حرام وحلال کی کوئی تخصیص نہ تھی۔ "احضرت الانفس الشح" (النساء: آیت ۱۲۸) کہ ہم نے ہر جان کو بخل جان پہ جمع کیا ہے اور وہ انسان جو اتنے طویل بائیولوجیکل سفر کے بعد بھی اپنی جبلی زندگی کے حصار میں گرفتار تھا اس انسان کو اچانک ملاء اعلیٰ کے اس خالق و مالک نے خلیفۃ اللہ فی الارض بنانے کا فیصلہ کر لیا۔ ایک نیچرل سی بات ہے حضرات گرامی جو آپ لوگ قرآن حکیم پڑھتے ہوں گے کہ ملائکہ نے ایک اعتراض کیا اور اعتراض یہ کیا کہ پروردگار تو اس شخص کو خلیفۃ اللہ فی الارض بنانا چاہتا ہے کہ جو زمین میں ہمہ تن فساد میں قتل و غارت میں مشغول ہے، کیا یہ انسان اس قابل ہے، کیا یہ ہم سے بہتر ہے۔ ہم جو ہمہ وقت تیری عبادت میں مستغرق ہیں۔ ہم جو ہر وقت تیرا نام لیتے رہتے ہیں، تیری تسبیح کرتے رہتے ہیں یہ انسان جسے زمین پر بھیجا جا رہا ہے یہ تو ابھی تک اپنی پراگریس کے مرحلے تک نہیں پہنچا اور اس میں ہم کسی آدمی کے شعور کو اجاگر ہوتا ہوا نہیں دیکھتے، کیا تو اس انسان کو خلیفۃ اللہ فی الارض بناتا ہے۔ "قال انی اعلم مالا تعلمون" (البقرۃ: آیت ۳۰) کہا تم نہیں جانتے جو میں جانتا ہوں۔ اس کے معاملات کیا ہیں، اس کے خیالات کیا ہیں، اس کی کوالٹی کیا ہے، اس کو میں اچھی طرح جانتا ہوں اور حضرات گرامی پھر ایک معمولی سا ٹیسٹ دیا ایک معمولی نوعیت کا امتحان دے دیا اور وہ امتحان یہ تھا۔ "وعلم آدم الاسماء کلھا" (البقرۃ: ۳۱) ہم نے آدم کو اسماء کی تعلیم دی۔ ایلفابٹ سکھائے، تختی لکھوائی (آیت) اور خالی آدم کو نہیں لکھائی (آیت) پھر وہی تختی وہی ایلفابٹ وہی کتاب ابجد ملائکہ کو بھی دی اور کہا کہ اگر تمہیں اپنی ذہانت اور خطابت، اگر اپنی علمیت اور شعور کا کوئی دعویٰ ہے تو میں تمہیں ایک مقررہ مدت دے دیتا ہوں۔ یہ وہ وقت تھا کہ جب ابتدائی انسان Symbol سے حرف کی طرف آ رہا تھا۔ اور اشارہ اور کنایہ کو لینگوئج دے رہا تھا۔ اور ملائکہ کے اس اعتراض کے جواب میں خدا نے دونوں کو ایک ہی ٹیسٹ دیا اور کہا کہ کچھ عرصہ لے لو، کچھ صدیاں لے لو۔ ایک میلینیم لے لو اور اس کے بعد میرے پاس دوبارہ پلٹ کے آؤ اور مجھے بتاؤ کہ تم نے کیا کیا۔ وہاں ملائکہ کو دیر نہیں لگی واپس آتے ہوئے خواتین وحضرات! ملائکہ کو کچھ اپنی بے بسی کا احساس ہو گیا۔ انہوں نے اللہ کے حضور جو جواب دیا وہ بڑا قابل غور ہے۔ اور اسی میں شاید انسان کی فضیلت ہے۔ "قالوا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم" (البقرۃ: آیت ۳۲) کہ اے مالک کریم تو پاک ہے۔ اور پاک ہمیشہ اس وقت بولتے ہیں جب اپنی خطا کا احساس ذرا زیادہ ہو جائے۔ تو ملائکہ نے کہا اے پروردگار ہم سے خطا ہوئی۔ ہم نے غلط اندازہ لگایا، ہمیں تو صرف اس بات کا علم ہے جو تو ہمیں دے دیتا ہے، جو تو ہمیں Feed کرتا ہے۔ خواتین وحضرات! یہ بات قابل غور ہے کہ ملائکہ صرف ایک Feeded ڈیٹا پر چلتے ہیں۔ ان کی اپنی تحصیل، ان کا اپنا شعور، ان کی اپنی Nutations نہیں ہیں۔ اس کے برعکس جب اللہ نے انسان سے پوچھا "قال یا آدم انبئھم باسمائھم" (البقرۃ: آیت ۳۳) تو نے اس ایلفابٹ کیساتھ کیا کیا ان اسماء کے ساتھ کیا کیا۔ "فلما انبئھم باسمائھم" (البقرۃ: آیت ۳۳) تو آدم نے فر فر سنانے شروع کر دیے۔ By that time زمانے میں اس نے ہر چیز کا نام رکھ لیا تھا۔ اس کے خصائص مختص کر دیے تھے۔ اس نے اپنے اس فکری

محاکے سے کام لے کر ہر چیز کو علیحدہ علیحدہ کر دیا تھا۔ Intellect ایک بائیفرکیٹری ایلیمنٹ کی طرح اس کے پاس تھی ۔Element ایک ایسے وجدان کی طرح تھی جو اشیا میں تخصیص کرتی ہے، جو شے کو شے سے جدا کرتی ہے۔ عقل زمانے کی طرح ہے اور زمانہ کاٹتی ہوئی تلوار ہے۔ علم چیزوں کے فرق کا سب سے بڑا پیمانہ اور میزان ہے اور آدم نے اس فرق کو اتنا نمایاں کر دیا کہ ملائکہ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ جو اس کی اسمبلیشن ہے، جو اس کی پاور آف اسمبلیشن ہے جو پاور آف ڈیمارکیشن ہے جو یہ ماضی سے اپنے تجربات لے کے چلتا ہے، جنہیں یہ حال میں استعمال کرتا ہے اور جو یہ مستقبل میں اشارات چھوڑ دیتا ہے۔ اس قسم کا کوئی ذہن ہمارے پاس نہیں ہے۔ خواتین وحضرات! اس علم برتری کے بعد اس محاکے کے بعد اللہ نے تمام ملائکہ کو اپنے تمام مقتدر ملائکہ کو تمام اعلیٰ ترین مخلوقات کو حکم دیا۔ ''واذ قلنا للملئکة اسجدوا لأدم'' جیسے اس نے پہلے کہا تھا ان کو یہ کہا کہ اب تم اس آدم کو سجدہ کرو۔ ''فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِیْسُ'' سوائے ابلیس کے تمام نے سجدہ کیا۔ خواتین وحضرات! یہ سجدہ صرف انسان کی علمی فوقیت کی بنیاد پہ تھا۔ یہ سجدہ تعظیم علمی مراتب کا اعتراف تھا۔ یہ انسان کے اس علمی سفر کا آغاز تھا اور یہ علمی سفر انسان نے دنیا ہی میں نہیں شروع کیا تھا۔ بات اس سے بھی ذرا پرانی ہے۔ خدا یوم میثاق کا ذکر کرتا ہے۔ خدا اپنی شناخت کا ذکر کرتا ہے۔ اپنی پہچان کا ذکر کرتا ہے اور جبراً اس پہچان کے اختیار کو ناپسند کرتا ہے اللہ ہر حال میں کسی بھی طریقے، کسی بھی قرینے سے اپنی مخلوق کی عبادت پہ حق رکھتا تھا مگر خدا کے ہاں ایک خواہش پیدا ہوئی۔ ایک عجیب وغریب خواہش ایک جینوئین مفکر کی خواہش، خواتین وحضرات کہتے ہیں کہ تحسین نا شناس وسکوت سخن شناس، دونوں ٹھیک نہیں ہیں۔ اگر جاننے والا، سخن شناس خاموش رہے اور اگر جاہل تعریف کرے تو دونوں ہی کسی اچھی شے کی صفات کو ختم کر دیتی ہیں۔ خواتین وحضرات! یہی حال اللہ کا ہے۔ اللہ اس جبر کی اس عبادت سے کچھ اکتا سا گیا اور اس نے یہ چاہا کہ میں پہچانا جاؤں مگر خواتین وحضرات پہچان کے لیے تو عقل چاہیے۔ کوئی ایسی مخلوق بھی تو چاہیے جو اسے از خود پہچان لے جو اپنے تعقل سے کام لے کے پہچان لے۔ فرمایا اللہ نے کہ ''کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق'' میں چھپا ہوا خزانہ تھا۔ میں بہت بڑی ذات، میں کبریائی کا مالک تھا مگر مجھے کوئی جانتا نہیں تھا۔ اور جو کچھ میں پیدا کر رہا تھا ان کو تو میں خود کہہ رہا تھا کہ میری عبادت کرو میں تمہارا رب ہوں اور ان کا اعتراف میرے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا تو پھر میرے دل میں اپنی شناخت اور پہچان کی شدید خواہش پیدا ہوئی۔ ''فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق'' میں نے مخلوق کو اپنے تعارف کے لیے پیدا کیا۔ یہ خود شناسی کی عظیم ترین خواہش کا نتیجہ تھا کہ مخلوقات پیدا ہوئیں مگر مخلوقات میں جبریت نے خود شناسی کی توہین کر دی اور پروردگار عالم اب یہ سوچنے لگ گئے کہ میں کوئی ایسی علمی قدر پیدا کروں کہ مجھے یہ احساس ہو کہ مجھے جس نے چاہا اس نے اپنے اختیار سے چاہا۔ مجھے جس نے چاہا اپنے شعور سے چاہا تو فرمایا ''انا عرضنا الامانة علی السمٰوت والارض و الجبال فابین ان یحملن ها واشفقنا منها حملها الانسان'' (الاحزاب: آیت۷۲) کہ میں نے پھر امانت عقل وشعور پیش کی۔ آسمانوں پر زمینوں پر پہاڑوں پر، آسمانوں کی مخلوقات پر، زمینوں کی مخلوق پر اور میں نے کہا کہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جو اس امانت عقل وشعور کا حق ادا کرے گا۔ سارے ڈر گئے۔ سودا بڑا مشکل تھا ایک طرف جہنم۔ ٹوٹل پریڈیشن، اینیمنیشن اور مدتوں کی بربادی سامنے نظر آئی تھی۔ کسی نے ہاتھ نہ رکھا (آیت) انسان نے آگے بڑھ کر کہا تنی تو کوئی بات نہیں ہے۔ میں

اس شعور کی حفاظت کر سکتا ہوں ۔ اللہ مجھ سے یہی چاہتا ہے تا کہ میں اسے پہچانوں تو میں تو اس کے سامنے ہوں ۔ مجھ سے یہ شعور چھینا تو جا نہیں سکتا ۔ یہ بہت معمولی سا کام ہے جو میں نے اپنے عقل و فہم سے انجام دینا ہے ۔ "انہٗ کان ظلوماً جھولاً" (الاحزاب: آیت ۷۲) خدا نے اس پہ ایک ججمنٹ دی کہ ظالم اور جاہل ۔

خواتین و حضرات نہ ظالم کا مطلب ظالم ہے ۔ نہ جاہل کا مطلب جاہل ہے ۔ اگر اصطلاحاً دیکھا جائے تو ظالم وہ ہے کہ جسے اچھی طرح پتا ہو کہ ایک کام ناقص اور ظلم کا ہے اور پھر بھی سرانجام دے اور جاہل وہ ہے جسے اچھی طرح علم ہو کہ عقل کیا کہتی ہے اور پھر بھی اس کے خلاف کام سرانجام دے تو انسان کو اچھی طرح پتا تھا اس نے عجلت میں ایک فیصلہ کیا ۔ وہ اپنے آپ کو اوور اسٹیمیٹ کر گیا اور اپنی جاب کو انڈر اسٹیمیٹ کر گیا اور خداوند کریم کی اس آیت کا بڑا سادہ سا مطلب یہی ہے کہ انسان نے مجھے اور جس شناخت کے کام کو انڈر اسٹیمیٹ کر لیا اور اپنے آپ کو تفاخرات میں ایسا الجھایا کہ اپنے آپ کو اوور اسٹیمیٹ کر گیا ۔ چہ اب انسانوں میں سے آج بھی بہت کم لوگ ایسے نظر آتے ہیں کہ جو عقل و شعور کی آگہی کا اصل مقصد جانتے ہیں اور جو خداوند کریم کی شناخت کو اپنی Intellectual Curiosity کی ٹاپ Priority سمجھتے ہیں بلکہ آج بھی ہم دنیا کے سارے کام نمٹا کر ہم وہ کام نمٹاتے ہیں جو اللہ ہمارے لیے سرانجام دے رہا ہے اور وہ اتنی بڑی Misgiving ہے ۔ اتنی بڑی Intellectual Mistake ہے کہ خدا ہمیں اول سانس دیتا ہے، خدا ہمیں آخری سانس دیتا ہے ۔ خدا ہمیں رزق دیتا ہے ۔ خدا ہمیں بیوی بچے دیتا ہے خدا بیویوں کو Husband دیتا ہے خدا ان کو اولادوں سے مالامال کرتا ہے خدا انسان کو موت تک مصروف کار رکھتا ہے، اور ہمارے تمام لوگوں کا Literal faith یہی ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کرتا ہے ۔ لیکن ہم بضد ہیں کہ یہ سارے کام ہم کرتے ہیں اور جو کام ہم نے کرنا ہوتا ہے، وہ ہم نہیں کر رہے ہوتے ۔

Today the basic fault in the Muslim philosphy is that we give lesser importance to the top priority and top importance to the lesser priority.

یہ اتنا بڑا خلجان واقع ہو گیا ہے کہ آج کے زمانے میں اس پوری مذہبی عمارت کا مکین کھو گیا ہے اور اس پورے مذہبی دیار میں اللہ ایک اجنبی کی طرح ہے اور ہم میں سے کوئی شخص یہ شعور نہیں رکھتا کہ تمام مذاہب اللہ کے لیے تھے اور تمام عقل جو مذہب کا بنیادی رکن تھی وہ اندھا دھند اعتقاد میں بدل گئی ہے اور مذہب اور یہ واحد مذہب ہے دنیا کا جو نہ صرف Intellectual Capacity کو دعوت دیتا ہے بلکہ یہ Intellectual Capacity کو ہمہ وقت غور و فکر پہ آمادہ کرتا ہے اور اعلیٰ ترین مابعد الطبیعاتی خیالات کے لیے ان کا رجوع پیدا کرتا ہے ۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے نزدیک بدترین انسان وہ ہیں کہ "ان شرالدوآب عنداللہ الصم البکم الذین لایعقلون" (الانفال: ۸۔ ۲۲) کہ بدترین لوگ وہ ہیں جو اندھوں اور بہروں اور گونگوں کی طرح میری آیات کا مطالعہ کرتے ہیں ۔ جو غور و فکر کی صلاحیت کو کسی قیمت پہ میرے لیے استعمال کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے اور پھر بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم خدا کو مانتے ہیں اور خدا کو یاد کرتے ہیں ۔ خواتین و حضرات! قرآن حکیم میں مسلسل ایک طعنہ اللہ تعالیٰ مسلسل اہل کفر کو دیتا ہے کہ اگر تم سوچنے سمجھنے والے ہوتے اگر تم تھوڑا سا غور و فکر کرتے تو اندھا دھند تقلید نہ کرتے آباؤ اجداد کی ۔ اور تم غور کرتے سوچتے تو

ضرور اپنے اللہ کو پہچان لیتے۔ اگر آج کا حال دیکھا جائے آپ Intellectually خدا کو نا انصاف تو نہیں مانیں گے۔ اگر ایک طعنہ اہل کفر کو دے سکتا ہے اللہ کہ تم عقل و شعور استعمال کیے بغیر آبا و اجداد کی تقلید کر رہے ہو تو ہم میں اور اہل کفر میں فرق صرف اتنا ہے کہ ان کا دیوتا ہبل تھا۔ لات اور عزا تھے اور ہمارا دیوتا جس کا نام اللہ ہے۔ اس سے زیادہ ہمیں خدا کے قرب کی کبھی سعادت نصیب ہوئی، نہ خدا کی محبت کا کبھی شعور حاصل ہوا۔ ہماری Priorities میں اللہ کبھی Exist نہیں کرتا۔ کہیں ایک فعال اور مقتدر حیثیت میں ہمارے کردار کا تشخص نہیں کرتا۔ کہیں اپنی خواہش کے خلاف اللہ کی حمایت کرتے نظر نہیں آتے۔ کہیں اپنے آسیب زدہ تصورات میں ہم خدا کو ایک حل کی طرح اختیار نہیں کرتے۔ خواتین و حضرات کیا یورپی Intellect اور ڈیٹا انفارمیشن اتنی بڑی تھی۔ کیا ادھر سے آتے ہوئے حقائق اتنے بڑے تھے۔ مجھے ایک صاحب، ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ، آسٹن یونیورسٹی نے طنزاً کہا کہ

How do you know the God, i have also spent my 14 years in search of God, but never found him.

تو میں نے کہا کہ پروفیسر صاحب

It is simply the search. God is not a by product of your mathematical researches. He can't be found as a lesser interest.

یہ تو نہیں ہو سکتا کہ وہ راہ چلتے ہوئے نصیب ہو جائے۔ جب تک آپ اللہ کو اپنی Top priority نہیں بناتے۔ جب تک آپ اللہ کو وہ مقام نہیں دیتے جو اس کا ہے اور ذہن و عقل و شعور میں کوئی خالق اپنی مخلوقات سے کم ترجیح پہ کیسے راضی ہو سکتا ہے۔

How can a Prime Minister sit on a peon's chair.

خواتین و حضرات! خدا کی محبت علم کا شعور ہے، علم کی منزل ہے۔ مذہب طریقہ کار ہے۔ مذہب ایک محفوظ فضا ہے تمام مذاہب ایک ایسے رستے کا تعین کرتے ہیں، جہاں ایک معاشرہ ایک Safe Limits میں آ کر اپنے اندر علمی خواہشات کو پیدا کرتا ہے۔ آج کے اس زمانے کو دیکھیے کہ اعمال والے مسلمان ایسی کثرت سے ہیں اور اس کے باوجود معاشرے کا تشخص نہیں بدل رہا۔ اس کے باوجود کہ ہمارے پاس دس دس، بیس بیس لاکھ Academies مسلمان ہیں جو تمام تر ہمت اور محنت کے ساتھ دن اور رات علمی مباحثوں میں مصروف ہیں۔ اس کے باوجود وہ ایک شخص نہیں مل رہا، جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ فراست مومن سے ڈرو، وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

خواتین و حضرات! معاملات تو پہلے بھی خراب ہوتے تھے۔ مسلمانوں پہ زوال کئی مرتبہ آیا۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ آج کا زوال نیا نہیں ہے۔ عباسیوں پہ بحران آئے، امویوں پہ آئے۔ سپین کی حکومت پہ آئے Through out history۔ کروسیڈ زلڑی گئیں۔ کبھی ایک گیا کبھی فتح ہوا۔ کبھی یروشلم گیا کبھی فتح ہوا۔ مگر خواتین و حضرات! ایک بات یقینی تھی کہ جب بھی عالم اسلام کسی بڑے بحران میں آیا کوئی شیخ عبدالقادر جیلانی پیدا ہو گیا۔ کوئی علی بن عثمان ہجویری

پیدا ہو گیا۔ کوئی معین الدین چشتی اجمیری پیدا ہو گیا۔ علم اور عمل کے ایک مستقل اتحاد سے وہ لوگ جنہوں نے قرآن حکیم کی اس آیت کا اصلی مطلب پہچان لیا۔ کہ "الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلیٰ جنوبھم" (آل عمران : آیت ۱۹۱) کہ "خدا کے اصلی بندے تو وہ ہیں جو کھڑے، بیٹھے، کروٹوں کے بل، اسے یاد کرتے ہیں "ویتفکرون فی خلق السموت ولاارض" (آل عمران : آیت ۱۹۱) اور زمین و آسمان کی تخلیقات پہ غور کرتے ہیں۔ خواتین و حضرات! غور و فکر کی صلاحیتیں تو غیر لے گیا اور تسبیح کرنے والے، بے شعوری میں، اپنے اس تسبیح کے شعور کو نہ جانتے ہوئے، اس کی منزل کو نہ سمجھتے ہوئے، اپنے معاملات میں ایسے الجھ گئے ہیں کہ آج زندگی کے ہر مرحلے میں ہم مغرب کے کاسہ لیس ہیں۔ خداوند کریم نے انسان کی تخلیق کے چار پیٹرن گنوائے ہیں۔ وہ بائیولاجیکل انسان کہ جس نے ایک سنگل جین سے سنگل سیل سے سفر شروع کیا۔ اور Inellectual منزل تک اللہ تعالیٰ نے اس کے کام گنوائے ہیں۔ "ھل اتٰی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکوراً ○ " (الدھر : آیت ۱) بلاشبہ زمانے میں انسان پہ طویل عرصہ ایسا گزرا کہ وہ کوئی قابل ذکر شے نہ تھا۔ وہ قابل ذکر شے کیا ہو سکتی ہے۔ کوئی ایسا تھا، کوئی شاکٹر تھا۔

Nobody knows beginning of first human cell.

پھر خدا نے کہا۔ "انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج نبتلية" (سورۃ الدھر : آیت ۲) پھر میں نے اسی نطفے کو مخلوط کر دیا۔ پہلے جو سنگل سیل تھا۔ اب ڈبل سیلولر Existence ہو گئی۔ اب اس میں میل اور فی میل ہو گئے۔ پہلے صرف نیوکلیس ڈیوائیڈ ہوتا تھا اب علیحدہ علیحدہ تشخص ہونا شروع ہو گیا۔ فی میل اور میل کا اور پھر ابھی وہ ابتدائی منزل حیات میں ایسے تھا کہ وہ اس قابل نہیں تھا کہ اسے Existence کی شکل دی جائے۔ "لم یکن شیئاً مذکوراً" (سورۃ الدھر : آیت ۲) خدا نے کہا اب میں نے مخلوقات کو علیحدہ کرنا شروع کیا اور ایک مخلوق کو خاص کر اس کے Further مقاصد کے لیے چنا "فجعلناہ سمعنا بصیرا" (سورۃ الدھر : آیت ۲) میں نے اس کو سماعت دی، اس کو بصارت دی۔ میں نے اس کو زندگی کے بہترین مقاصد عطا کیے مگر اب بھی میں نے اس کو اپنی شناخت کا حکم نہیں دیا، نہ اپنی شناخت کا اس پہ بوجھ ڈالا۔ ہم یہ دیکھتے ہیں خواتین و حضرات! کہ انسان کی ابتدائی پراگرس برین وائز اتنی محدود ہے کہ کبھی چیمپنزی سے علیحدہ ہوتا ہوا انسان 35 سی سی کیوبک سینٹی میٹر دماغ کا مالک ہے اور آج کا پیدا ہوتا ہوا بچہ بھی 950 سی سی کا مالک ہے اور جوں جوں یہ پراگرس ہوتی رہی۔ جوں جوں برین کو انٹی بڑھتی رہی۔ خدا اس پہ اپنے احکامات Exercise کرتا رہا۔ تجربات اللہ کی طرف سے انسان کو سوغات ملے ہیں۔ خواتین و حضرات! بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ خدا نے، اللہ نے ایک ہی وقت میں یہ ساری چیزیں تخلیق کیوں نہ کرلیں۔ پورے کا پورا انسان بغیر کسی کوشش کے کیوں نہ بنا دیا۔ پوری کی پوری دنیا کن سے ایک لمحہ میں کیوں وجود میں نہ آ گئی۔ خواتین و حضرات ایسا نہیں ہوا، اللہ ہی کی پلاننگ سے آپ کام کرتے ہیں۔ انسانی شعور نے خدائی شعور کی نقل کی ہے۔ اس کی مثال پکڑی ہے۔ جیسے اللہ نے پہلے اس کائنات کا ماسٹر پلان بنایا، جس کو لوح محفوظ کا نام دیا اور پھر اس ماسٹر پلان کو جاری کرنے کا حکم کن فیکون سے دیا۔ وہی کام ہم آج بھی کرتے ہیں۔ کوئی چیز بغیر پلاننگ کے ہمارے ہاں بھی تنزل کا شکار ہو جاتی ہے۔ اور اللہ نے جب پورے کے پورے انسان کو ڈویلپ کر کے بنا لیا۔ تو اس کے کام کا تعین کیا اور فرمایا میں نے تمہیں عقل و شعور صرف اس لیے بخشا ہے کہ "انا

شاکراً و اما کفوراً" (الدھر: آیت ۳) چاہو تو مجھے مانو چاہو تو میرا انکار کردو۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی عقل کا صرف اور صرف ایک مقصد بتایا ہے کہ چاہو تو مجھے مانو چاہو تو میرا انکار کردو۔ خواتین وحضرات! ہمیں یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ ہم اس انسانی عقل وشعور کو جس کا بنیادی مقصد خدا شناسی ہے، ہم اس کو کس کام میں استعمال کرتے ہیں۔ آپ دنیا کے کسی بھی بڑے انسان کے پاس، کسی بڑے مکتبہ فکر کے پاس چلے جائیں تو اسلام کے سوا تمام مکتب فکر جو ہیں علم کا ایک بنیادی مقصد بتاتے ہیں اور وہ خود شناسی ہے۔

The entire movement of better knowledge is to know one's own-self.

سوائے اسلام کے جو علم کا مقصد خدا شناسی بتاتا ہے۔ سوائے اسلام کے کوئی اور مکتب خیال وفکر مکتب عمل ایسا نہیں ہے جو علم کا واحد مقصد صرف اور صرف خدا شناسی قرار دیتا ہے۔ اور خواتین وحضرات! خدا شناسی کے لیے جن لوگوں نے جدوجہد کی ہے۔ جن لوگوں کے عقل وشعور نے اس طرف کوشش کی ہے۔ آیئے ذرا ان کو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے کیا کہا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ سے پوچھا گیا کہ خدا کو کیسے پہچانا جاسکتا ہے۔ فرمایا Know thyself, know thy God. کہ اپنے آپ کو پہچانو تم اپنے رب کو پہچان جاؤ گے حدیث قدسی ہے جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا، اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ حضور گرامی مرتبت نے فرمایا اللہ جس پہ بہت کرم کرنا چاہتا ہے۔ جس پہ بہت احسان کرنا چاہتا ہے، اس کی آنکھ اس کے اوپر کھول دیتا ہے۔ خواتین وحضرات! اگر ان تینوں Statements میں آپ دیکھیں گے تو ان میں عملیت کا پہلو نظر نہیں آتا۔ یہ تمام Statements ہمیں غور وفکر اور کسی اندرونی شعور کی طرف مائل کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ ہمیں یہ بار بار سننا پڑتا ہے کہ

Know thyself and you shall know thy God.

Frankly telling you کہ ویسٹ نے Know thyself میں بہت پراگرس کی ہے اور علوم نفسیہ میں ان کی مہارت، سایکالوجی، پیرا سایکالوجی

And all those institutions which they have established to improve a basic self into a better self.

یہ ان کا کریڈٹ ہے۔ اس سے پہلے ہمارے تمام صوفیاء کرام جو Self کی نالج میں اپنے آپ کو اور دوسروں کو بھی شعور ذات اور شعور خداوند عطا کیا کرتے تھے۔ ان کی نالج میں ایک فرق ہے کہ وہ سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی اور صرف اہل لوگوں کو دی جاتی اور یہ آج کی ماڈرن سایکالوجی کے بارے میں

I would say, Psychology if applied to others is a Science and if applied to one's ownself is mysticism.

مگر مصیبت کی بات یہ ہے کہ تمام سایکالوجی تمام علوم نفس حاضرہ مل کر بھی خدا کی شناخت نہیں دیتے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ کسی بھی عمومی علم نفسیات کے پاس یہ ٹارگٹ نہیں ہے۔ حضرات گرامی! خدا کا انکار کرنے والے بہت لوگ ہیں اور ان میں سے پانچ بڑے سکول ہیں۔ ان میں سے مارکیس ہیں۔ سمیٹکس ہیں، Logical Positivist

ہیں۔اور یہ تمام لوگ بڑے بڑے.... پھر انتھروپالوجسٹ ہیں۔یہ بڑے بڑے دلائل کی بناء پر خدا کو رد کرتے ہیں۔ خواتین وحضرات!ان سب میں نقص ہے۔

All those people who deny the existence of God.

ان میں ایک بنیادی فالٹ ہے چاہے وہ رسل ہو، چاہے وہ وٹ کانسٹائن ہو۔چاہے وہ ہیگل ہو۔کانٹ ہو یا برگساں ہو۔ایک بنیادی فرق ان تمام فلاسفہ مغرب میں موجود ہے کہ None of them try to search the God. خواتین وحضرات! بڑی اہم بات میں آپ سے کر رہا ہوں کہ وہ تمام لوگ جنہوں نے خدا کا انکار کیا ہے۔ان میں سے کسی ایک شخص نے بھی خدا کی تلاش نہیں کی ہے۔جیسے خدا کہتا ہے کہ یہ اندھیرے میں ہاتھ پھینکتے ہیں۔

For Example کارل مارکس کو آخر ایک سسٹم غلط نظر آیا اور اگر یورپین فلاسفی اس کے نزدیک بدترین نتائج پیدا کر رہی تھی اور اس کو یہ سمجھ آیا کہ مذہب کے پاس انسان کے بنیادی مسائل کا کوئی حل نہیں ہے۔

اے کریڈ، تھارولی مس لیڈ، مس گائیڈ Religion۔جو خدا خود بار ہا اپنی کتاب میں کہہ چکا ہے کہ ان لوگوں نے میرے مذہب کو خراب کیا۔میرے رستے کو انہوں نے بت پرستی اور شرک سے نجس اور آلودہ کیا۔بھلا اس خدا کا بطلان اس Corrupt اور Weak فلاسفی سے کیسے ہو سکتا ہے۔مارکس نے تو کبھی خدا کو تلاش نہیں کیا۔ Not as single one time in his whole life. اگر کاش کہ وہ ایسا کرتا۔جیسے اقبال کہتا ہے۔

صاحب سرمایہ از نسل خلیل
یعنی آں پیغمبر بے جبرئیل

اگر کاش کہ وہ ایسا کرتا کہ وہ خدا کو دس پندرہ برس تلاش کرتا اور پھر ہمارے پاس آتا اور کہتا کہ میں نے اسے بہت ڈھونڈا ہے۔بڑے اخلاص سے ڈھونڈا ہے۔

I didnot find God anywhere and i am sorry to say i don't believe it.

ایسا نہیں ہوا، رسل نے بھی خدا کی تلاش نہیں کی۔وہ بھی اپنی ایک مروجہ کرسچیٹی پہ اعتراض کرتا رہا اور بہت ساری ان سائنٹفک Statement کی وجہ سے اس نے یہ اعلان کیا کہ

Chiristianity is totall in contradiction with the scientific results of the modern times.

اس لیے یہ غیر شعوری مذہب ہے۔غیر عقلی مذہب ہے۔تو کسی نے اس کو کہا کہ قرآن نہیں پڑھتے ہو۔قرآن بھی پڑھ کے دیکھ لو۔اس نے کہا:

Why should I, all gospel truth is alike.

میں نے کسی بڑے فلاسفر کو اتنی بڑی احمقانہ بات کرتے ہوئے نہیں دیکھا He pre-supposed رسل نے ایک بات Pre-supposed کر لی کہ قرآن اور بائبل ایک جیسے ہیں۔آپ میں سے جنہوں نے بائبل اور قرآن کو پڑھا ہے، وہ جانتے ہیں کہ بائبل اور قرآن میں زمین وآسمان کا بعد ہے۔تورات اور انجیل میں سے کوئی کتاب ایسی نہ تھی جس پہ

خداوندکریم نے اپنے دعویٰ کی بنیا د رکھی ہو۔

خواتین حضرات! اس کی وجہ تھی کہ جب تک پیغمبر آتے رہے، جب تک پیغمبروں کا سلسلہ جاری رہا، کتابوں میں Amendment ہوتی رہی اور معاشرہ ترقی کرتا رہا، انسانی شعور مختلف مدارج سے گزر کر جب ایک مرتبۂ اعتدال تک پہنچا تو کتاب مکمل ہوئی Message پورا ہو گیا۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے تک انسان کا تمدنی شعور مکمل ہو گیا۔ اس سے پہلے کئی لوگ آتے تھے جیسے Jews تھے۔ تو وہ Basically جبلی اقدار کی خاطر پورے مذاہب کو Loss کرتے تھے اور اللہ نے بڑا شدید اعتراض کیا کہ تم تو اپنی ایک غرض کی خاطر آیات بدل دیتے ہو۔ تم اچھی طرح جانتے ہوئے کہ تم کتاب کو صرف اپنے آقاؤں کے لیے تحریف کر دیتے ہو، اپنے مقاصد کے لیے تحریف کر دیتے ہو۔ جب خدا انہیں کہتا کہ یوم سبت کو مچھلی نہ پکڑو، اور ان کے مقاصد یہ ہیں کہ مچھلی پکڑنی ہے تو وہ تاویل گھڑتے ہیں جس پر خدا کہتا ہے کہ ہم نے ان کو آزمانے کی خاطر یا ان سے مذاق کیا۔ اللہ کی حس مذاق بڑی اچھی ہے کہ ہفتے والے دن ہی مچھلیاں اوپر آئیں باقی دن وہ نیچے رہتی تھیں اور خدا نے کہا کہ یہ اللہ سے مذاق کرتے ہیں پھر اللہ بھی ان سے ایسے ہی مذاق کرتا ہے۔ تو ہفتے والے دن سبت والے دن، ممانعت والے دن مچھلیاں اوپر آتی تھیں اب اہل یہود یہ دیکھتے تھے کہ مچھلی پکڑنے کا چانس تو ختم ہو گیا ہے

So they tried to concoct many ways out of it.

انہوں نے چھوٹی چھوٹی نالیاں بنائیں تالاب میں اور پھر اپنے گھروں میں حوض بنائے اور پھر ان میں سے مچھلیاں جو تیر کے ان کے حوض میں آتی تھیں وہ پکڑ کے کھاتے تھے اور کہتے تھے ہم نے تالاب میں سے تو مچھلی پکڑی ہی نہیں ہے۔ تو تمام تاویلات کی بنیاد ان کے جبلی شعور پر تھی حالانکہ خدا نے انہیں مچھلی پکڑنے سے منع کیا تھا کوئی تالاب کی تخصیص نہیں تھی مگر انہوں نے یہ عذر نکالا۔ خدا نے انہیں کہا کہ جب تم بیت المقدس میں داخل ہو تو تم "وادخلوا الباب سجداً و قولوا حطةٌ نغفرلکم خطیکم" (البقرۃ: آیت ۵۸) تو گھٹنوں کے بل رینگتے جانا، استغفار کرتے جانا، توبہ کرتے جانا تو انہوں نے صرف ایک نقطہ ڈال دیا بیچ میں حطة کو حنطةٌ کہہ دیا کہ سرین کے بل گھسیٹتے ہوئے جانا۔

And thus they tried to mock God.

پھر وہ اللہ کا اس طرح مذاق کرتے اور آیات الٰہیہ میں تبدیلی کر دیتے تھے اور اپنی Sharpness کو اپنے مقاصد اور خواہشات کی تکمیل کے لیے استعمال کرتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے شعور اور عقل کو اپنے پست مقصد کی تکمیل کے لیے استعمال کرتے تھے۔

عقل جب اپنے معیار سے گرتی ہے تو صرف نقالی رہ جاتی ہے۔ خواتین و حضرات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دجال کا زمانہ ایسا ہے۔ معاف کیجیے گا، خواتین سے کچھ معذرت کے ساتھ۔ کہ خواتین اور بچے زیادہ اس کے پیچھے ہوں گے کیونکہ انسانی معاشرہ کہیں رک کے سوچتا نہیں ہے اور آپ عقل کو کسی اور طرح سے پہچانیں۔ ہم عقل کو اس کے معیار طلب سے پہچانتے ہیں، ایک انتہائی ذہین آدمی ایک اعلیٰ درجے کا نقاد، ایک بہت بڑا محقق اور ادیب چاہے کسی

بھی رتبہ عالیہ پہ کیوں نہ ہو اگر خواتین وحضرات اس کی زندگی کا مقصد صرف شہرت ہے صرف مال ہے تو آپ جانتے ہیں کیا ہو رہا ہے۔ اس کی تمام عقلی توجیہات، اس کے تمام ذہنی اشارات، اس کی تمام صلاحیتیں صرف ذاتی وجاہت اور عملی فوائد پر مرتکز کر رہی ہیں۔ اور اس عقل کو کبھی خدا دیکھنا نصیب نہیں ہوتا یہ تو اپنے مقاصد عالیہ کو بڑھ ہی نہیں رہی، تو بندہ عقل سے پہچانا جاتا ہے اور عقل اپنی تجسس علمیہ سے پہچانی جاتی ہے کہ عقل کس چیز کو چاہتی ہے، وجدان کس چیز کو طلب کرتا ہے اور اگر عقل کو خدا کی آرزو نہیں، اس کی تلاش نہیں، اس کی محبت کی طلب نہیں تو یہ تمام عقل کو یا سی بھٹکے ہوئے بندروں کی طرح صرف نقال عقل رہ جاتے ہیں اچھے لفظ بولتے یا سیدھے لفظ بولتے، اجڈ اور گنوار ہو۔ کیسے۔

If the money is the only desire in your mind , if the status is the only desire in your mind.

تو تمام صلاحیتیں مرتکز کریں گے، تمام صلاحیتیں اسی ایک مقصد کو جائیں گی اور انسان کی حیثیت کا اندازہ اس کی علم وعقل و معرفت کا اندازہ اس کے اس منظر سے ہوگا، اور سوائے اسلام کے اور سوائے اللہ کے کوئی اپنے آپ کو جستجو علم و عرفان قرار نہیں دے سکتا۔ تو خواتین وحضرات! اس وقت تمام اسلام Revolution کے چکر میں پڑا ہوا ہے۔ انقلاب اسلامیہ کے آپ کتنے نعرے سنتے ہیں، ایسے لگتا ہے کہ جو Schizophrenic تھوڑا سا Religion پڑھ جاتا ہے وہ اٹھ کے ایک اسلامی انقلاب کی مصیبت لانے کے چکر میں! اور ان میں سے کسی ایک شخص کو پتا نہیں کہ انقلاب انسانوں کی ہمت سے نہیں بلکہ خدا کی مرضی سے آتا ہے۔ کیا اس اللہ کو آپ انقلاب لا کے دیں گے جو تین سو برس کی فراعنہ مصر کی حکومت کو انقلاب سے نہیں ایک شخص سے الٹا دیتا ہے۔ تین سو برس کی انتہائی مستحکم فراعنہ مصر کی حکومت کو یہودی انقلاب نے نہیں بدلا، نہ اس کو کسی جنگ وجدل نے بدلا، نہ ان کو کسی اندرونی دشمن نے، ایک شخص نے صرف ایک شخص نے اور وہ بھی ایک ایسا شخص جو ان کے دربار جاتے ہوئے بھی ڈرتا تھا۔ وہ موسیٰ جو بار بار اللہ کو کہہ رہے ہیں کہ پروردگار میں تو نہیں جاتا فرعون کے دربار میں۔ میں نے تو ان کا نقصان کیا ہوا ہے۔ میں نے ان کا بندہ قتل کیا ہوا ہے۔ یہ قصاص میں مجھے قتل کر دیں گے۔ اور اللہ کو کہنا پڑتا ہے کہ **لا تخف** "اے موسیٰ مت ڈر میں جو تیرے ساتھ ہوں۔ تو خواتین وحضرات کسی کے ساتھ اللہ ہوگا تو انقلاب آئے گا۔ کیا اللہ کے بغیر آپ انقلاب لائیں گے۔ کیا یہ تمام جماعتیں۔ یہ تمام بزرگ ایک منٹ کے لیے یہ نہیں سوچتے کہ پہلے ہم یہ تو ڈٹرمن کر لیں کہ خدا ہم میں سے کس کے ساتھ ہے۔ ایک بڑا مشہور قول ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اس انقلاب کو نہیں روک سکتی جس کا وقت آ گیا ہو اور وقت کا فیصلہ تو پھر اللہ کرے گا۔ اور اگر ناقص اور کمزور بندے جو خدا کی اطاعت میں چلتے ہیں اور اس کے ساتھ کوئی ذاتی تعلق رکھتے ہیں اور اس کی محبت کا دم بھرتے ہیں جو اپنی کمزوریوں کے ساتھ۔ یہ بین الاجتماعی امت۔ مَیں آپ کے پندرہ کروڑ مقدسین کی بات نہیں کر رہا اور مقدس کی کون بات کر سکتا ہے، اللہ تو مقدسین پہ بڑا ہی سخت ہے "**فلا تزکوا انفسکم**" مت اپنے آپ کو پاکباز کہہ" مت اپنے آپ کو پاکباز کہو۔ "**ھو اعلم بمن اتقیٰ**" (النجم: آیت ۳۲) میں اچھی طرح جانتا ہوں تم کتنے متقی ہو۔

خواتین وحضرات مشہور ہے کہ جب کسی کو طعنہ دینا ہو اور اس کو اصلیت دکھانی ہو تو نارملی اسے کہتے ہیں کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں تو پیچھے سے کیا تھا تو اب کیا ہے۔ تو مجھے کیا اپنی بڑائی اور تکبرات بتاتا ہے تو خداوند کریم نے انسان پر

تقوی پر طنز کیا جو انجام اسے دکھائے وہ بڑے عجیب وغریب تھے۔ وہ اس کو نسل کا طعنہ نہیں دے رہا وہ اسکو تکبرات کا طعنہ نہیں دے رہا، بلکہ خدا یا سے کہہ رہا ہے "ھو اعلم بمن اتقی" "میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم کتنے متقی ہو۔" میں تو تمہیں اس دن سے جانتا ہوں، جب میں نے تمہیں زمین کے دامن میں رکھا، اور کیچڑ انسان تو بھول گیا، وہ تو یہ کہتا ہے تمہیں بھی نہیں پتا "ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکوراً O "(الدھر: آیت ۱) کیا تمہیں پتا نہیں کہ اے انسان تو ایک زمانے میں ایسے رہا کہ تو کوئی قابل ذکر شے نہ تھا۔ اب تو بہت بڑا متقی بنتا ہے۔ تجھے پتا نہیں کہ تو کس غلاظت سے "صلصال کالفخار" (رحمٰن: آیت ۱۴)، گندے کیچڑ، خواتین وحضرات یہ آپ جاننا چاہتے ہیں کہ جب پانی زمین کا خشک ہوا، زمین کیچڑ بن گئی، پھر دھوپ کی کرنوں سے اوپر کا کیچڑ سیاہ ہو گیا اس کے نیچے جو پلپلا سا گندہ کیچڑ تھا اس میں انسان کی زندگی کے پہلے پہل کی نمو دہوئی۔ وہاں خدا ٹھیک ہی تو کہتا ہے کہ کیا تمہیں پتا نہیں ہے میں تجھے اس وقت سے جانتا ہوں پھر کتنے لاکھ سال اسی لاکھ سال پہلے انسان جب پرائم ایج سے جدا ہوا۔ قافلہ زندگی کو پہنچا ہے تو اس کی آنکھیں، دیدے گول تھے، جیسے کسی الو یا طوطے کے۔ اور اس کا سر لمبوترا سا تھا اور اس کے ہاتھ پاؤں مڑے ہوئے تھے اور آج اگر آپ اس کی تصویر دیکھ لیں جو ابھری تصویر اس انسان کی تھی ہے تو آپ خوف سے پاگل تو ہو سکتے ہیں اسے انسان نہیں مان سکتے۔ یہ جتنے بھی آپ نے دیکھے ہوں گے کہ ویسٹرن موویز کے وہ بار بہلو ما نپ تصورات ہیں یہ دراصل اس بنیادی انسان کا نقشہ ہے جس سے ڈویلپ ہو کر آج آپ اس خوبصورت اور اعلیٰ ترین فکر کو پہنچے ہیں کہ جس کے بارے میں اللہ نے کہا کہ میں نے اس انسان کو بہترین اعتدال اور توازن سے بنایا۔ مگر اس اعتدال اور توازن کو پہنچتے ہوئے ایک ارب بیس لاکھ سال گزرے اور خواتین وحضرات پھر دوسری بار کہتا ہے ایک تو میں تمہیں اس وقت سے جانتا ہوں، جب میں نے تمہیں بحیثیت ایک ورٹابریٹ اور کارڈیٹ اور ایک میملز کے رکھا اور پھر وہ کہتا ہے میں تمہیں اس وقت سے بھی جانتا ہوں جب میں نے تمہیں ماؤں کے پیٹ میں رکھا۔ حضرات گرامی! وہ کہنا یہ چاہتا ہے میں آج تک زندگی میں فیاض اس کو نہیں سمجھا کہ جو مال بانٹتا ہے۔ خواتین وحضرات میں سخی اور فیاض اس کو سمجھتا ہوں جو لوگوں میں عزت بانٹتا ہے۔ "فان العزۃ للہ جمیعاO" (النساء: آیت ۱۳۹) اللہ تعالیٰ کے پاس تمام عزتیں ہیں۔ اور وہ بڑا احمق ہے جو عزت کو اپنی متاع سمجھتا ہے جو اس بات پہ تفاخر کرتا ہے۔ فیاض تو وہ ہے کہ جسے خدا عزت عطا کرے اور وہ ان لوگوں کو عزت بانٹے جن کے پاس عزت نہیں ہے۔ ان غریبوں کو ان ناقص لوگوں کو، ان کمزوروں کو اپنی طرف سے خدا کی عطا کردہ وہ عزت بانٹے۔ اصل میں سخی تو وہ ہے۔ اور ایک نکتہ عالیہ یہی ہے کہ ادھار کی چیزوں پہ انسان کو کوئی ناز نہیں ہونا چاہیے، اپنے پروٹوکول کو اپنا نہیں سمجھنا چاہیے، خدا شناسی میں سب سے بڑی چیز جو ہماری زندگی میں حائل ہوتی ہے، وہ Misplaced ججمنٹ ہے، تمام عقل کا ایک غلط اسٹیمیٹ لگالینا، اگر آپ یہ کہیں کہ یہ زندگی میری ہے اس کو میں نے بسر کرنا ہے، میں نے کمانا ہے، میں نے کھانا ہے، میں نے بچے پالنے ہیں، میں نے بیوی پالنی ہے

You are very very wrong. its not your job.

آپ کا یہ Job نہیں ہے جسے غلطی سے آپ Assume کر بیٹھے ہیں۔ آپ کا Job وہی ہے جو اوّل انسان کو دیا گیا اور آخری لمحۂ زندگی یعنی مرحلۂ قبر تک جائے گا جہاں آپ پہنچیں گے اور میں تو قبر کو ہمیشہ Gateway to the

Transition میں تو کوئی outer galaxies کہتا ہوں۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ آپ کا مقدر زمین پہ ہوتا ہی نہیں ہے۔ مقدر نہیں ہوتا۔ وہ یہی عقل ہے جو زمین میں کھانے پینے کو مقدر قرار دیتی ہے۔ ایک ہلکی سی ٹمپرنگ ہے۔ یہ زمین تو ایک چھوٹا سا کیمپ ہے اس میں آپ کی تربیت، اس میں آپ کا آنا، اس میں آپ کی ٹیسٹنگ ایک ٹرانزیشنل تھوڑے سے وقت کے لیے ہے۔ اس وقت میں آپ کی ٹیسٹنگ یہ ہے کہ جو شعوری صلاحیت آپ کو عطا کی گئی جو غوروفکر کی صلاحیت آپ کو عطا کی گئی کیا آپ نے اس کا مقصد جانا پہچانا، کیا آپ اس مقصد تک پہنچ گئے، اپنے غوروفکر سے کہ آپ کیا کرنے آئے تھے اور کیا کر چلے، قبر کے دھانے پہ اس گیٹ وے پہ ایک سوال ہوگا۔ "من ربک" (مسلم، رقم الحدیث) کہ آیئے تشریف لایئے۔

You are welcome

آگے بڑھنے کا پاسپورٹ ساتھ لائے ہو؟ یہ تو بتاؤ اس ساری زندگی میں آپ کا رب کون تھا؟ ہم نے تو جس کام کے لیے بھیجا تھا وہ تو ایک ہلکے پھلکے سوال کے لیے آپ کو زندگی دی تھی، زمین دی تھی، گھر دیا تھا، بیوی بچے دیے تھے۔ خواتین وحضرات! یہ ساری سہولتیں اس لیے عطا کی گئیں کہ اگر آپ قبر کے دہانے پر اس سوال کے جواب میں اللہ سے یہ کہو کہ اے اللہ مجھے تو نے فرصت کب دی۔ میں تو مصروف تھا روٹی کمانے کے لیے، میں تو مصروف تھا بچے پالنے میں، میں تو مصروف تھا ماں باپ کی خدمت میں۔ مجھے آپ نے کب فرصت دی کہ میں آپ کے اس سوال کا جواب ڈھونڈتا۔ تو رب کعبہ کی قسم ہے کہ آپ کی دلیل سچی ہوئی۔ اگر آپ خدا کو یہ کہتے قبر کے دہانے۔ جب وہ آپ سے یہ پوچھے کہ من ربک کہ آپ کا رب کون ہے اور اگر آپ جواب میں اسے کہیں، میرے سات بہن بھائی تھے، میرے ماں باپ تھے، میں نے خدمت کرنا تھی، میں نے بڑا کام کرنا تھا، میں نے امتحانات دینے تھے، میں تو مشکل میں الجھا رہا میرے پاس تو اتنا ٹائم نہیں تھا کہ میں آپ کے اس سوال کا جواب ڈھونڈتا تو خدا کی قسم ہے کہ آپ سچ کہتے ہیں، مگر خدا یہ کہتا ہے کہ تم جھوٹ کہتے ہو یہ تو پروٹوکول ہے اگر ان میں سے کوئی کام تمہارا ہوتا تو تمہیں جب میں نے کسی گھر پیدا کیا تھا، تمہیں پتا تھا کہ تمہاری ماں کون ہوگی، تمہارا باپ کون ہوگا، تمہیں پتا تھا کہ پانچ سال تک کیسے پلو گے، دس سال تک کیسے پلو گے، پندرہ سال تک، اگر تمہیں چوائس دے دیا جاتا، اگر چوائس تمہیں وہاں مل جاتا کہ اپنی مرضی پر گھر ڈھونڈو تو کسی غریب مسکین کا گھر بھی کوئی بچہ ڈھونڈتا، کوئی ابتلا کا گھر ڈھونڈتا، کوئی فاقے کا گھر ڈھونڈتا اور امریکہ کا بچہ پاکستان کا ملک ڈھونڈتا پھر، ایسا تو کبھی نہ ہوتا، ایسا کبھی بھی نہ ہوتا۔ پروٹوکول میں کوئی دستگاہ نہیں ہے یہ Arrangments ہیں انشاءاللہ تعالیٰ العزیز

Next time, we will get together.

ہمارا سالانہ سیشن گوجر خان میں آ رہا ہے وہ جبر وقدر کے موضوع پر ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ

We will invite you all

اس میں اس پر تفصیلاً روشنی پڑے گی تو خواتین وحضرات اب میرا خیال ہے مغرب کا وقت بہت قریب ہے اذان ہو رہی ہے تو میں بس مختصراً آپ سے یہ کہہ دوں کہ

To me and to my mind, the only top priority of intellectual curiosity is

God and nothing else.
اللہ کے سوا سوچ کی کوئی ترجیح اول نہیں ہے جب آپ ترجیح اول سے نمٹ لیتے ہیں تو یہی عقل آپ کو زندگی کے کام نمٹانے میں بھی کام آتی ہے اور آپ اپنی فراست سے جہاں خدا پہچانتے ہیں وہاں زندگی کے معاملات بھی سنوار لیتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ

سوالات و جوابات

جہاد اور توکّل میں فرق اور ارتقاء کی صورتیں!

سوال: کیا ارتقاء کا عمل اب رک چکا ہے۔ اور حضرت آدم جب تشریف لائے اس دنیا میں تو اس وقت اس کی کیا اشکال تھیں؟ اور دوسری بات یہ ہے کہ جو جہادی کام ہے وہ اسی توکل پر چھوڑ دیا جائے کہ اللہ کی طرف سے کوئی آواز آئے گی اور جہاد فلسطین اور کشمیر مکمل ہو جائے گا؟

جواب: جناب محترم میں نے صرف Placing of Priorities کی بات کی ہے کسی کو Reject نہیں کیا۔ نہ تو کسی عمل کو Reject کیا اور ظاہر ہے ہمارے نزدیک طریقت جو ہے شریعت کی نیت ہوتی ہے، اعمال کو ترتیب دینا، ان کو اپنی اپنی جگہ دینا، اور جیسے باب ایمان میں جناب سیدنا بخاری نے حدیث نقل کی کہ "(انما الا عمال با لنیات)" اور حضور گرامی مرتبت نے یہ فرمایا کہ جب کسی کام کے بارے میں جاننا ہو کہ وہ کیسا ہے تو اس کام کے کرنے سے پہلے اس کام کی نیت کر لیا کرو۔ باقی پہلے حصے کی طرف کہ ارتقاء کا عمل نہ کبھی رک سکتا ہے نہ رکے گا، مگر ارتقاء کا معیار جو ہے وہ داخلی بھی ہے اور خارجی بھی ہے اور ارتقاء کا معیار قرآنی ہے۔ میں یہاں آپ کو ایک عجیب و غریب بات بتاؤں کہ خارجی معیار کا ارتقاء تو تمام دنیا میں ہر زمانے میں ہوتا رہا، اور اللہ کی یہ آیت گواہ ہے اور تاریخ اس پہ گواہ ہے اور میسوپوٹیمیا کی اور ایسلو بیبولنز کی انھی ایکمیٹرز کی تمام تاریخ گواہ ہے، موہنجوداڑو کی، کہ قومیں اس وقت تباہ کی گئیں جب وہ اپنی معیشت کی انتہا پر تھیں۔ قومیں اس وقت تباہ نہیں کی گئیں جب وہ غربت و افلاس میں تھیں، تنزل میں تھیں۔ بلکہ جب بابل اور نینوا کے معلق باغات تھے تب تباہ کی گئیں، جب اہرام مصر اپنی انتہا پہ پہنچے تب تباہ کی گئیں تو وہ اس لیے تباہ کی گئیں کہ ہمیشہ معیشت اور معاشی ترقی کی جو انتہا ہے وہ انہیں مورل ابتذال سے آشنا کر گئیں اور جناب والا! ایک عجیب و غریب آپ کو حقیقت بتاؤں جو شاید آپ کو پہلے عجیب لگے اور پھر آپ اس کے لیے تاریخی حقائق ڈھونڈیں گے کہ آج تک کسی انسانی معاشرے نے کوئی مورل قانون تخلیق نہیں کیا، اول و آخر یہ انتہائی عجیب بات ہے جو میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں کہ آج تک کسی انسانی معاشرے نے کوئی مورل قانون تخلیق نہیں کیا بلکہ جو سب سے پہلا ہمارے پاس انسانی معاشرہ ملتا ہے وہ پریسٹ سوسائٹی کا ہے اور پریسٹ سوسائٹی میں پریسٹ ہمیشہ اپنی مورل گائیڈنس کو کسی بالائی قوت سے یہی اس کا

مبداِ فیض رہا اور معاشروں میں تمام تر خارجی عوامل، ایلیین انجکشن سے مورل Create ہوتا رہا، اب اسے ہم لوگ ایلیین انجکشن کہیں گے مگر صاحب قرآن یہ کہتا ہے کہ میں نے ہی ہر قوم کی ابتدا اور انجام میں اس کو گائیڈ بھیجے اور تمام لاء جو انسان نے تخلیق کیا ہے وہ سہولت کا قانون ہے جتنا بھی انسانی معاشروں نے قانون تخلیق کیے یا قانون سازی کی وہ سہولت تھی Laws of Facility تھے تا کہ معاشرتی، معاشی Friction کو کم کیا جا سکے۔ ان قوانین کا مطلب نہ اخلاق پیدا کرنا تھا، نہ اس کو فروغ دینا تھا بلکہ معیشت کی اور معاشرت کی Frictions کو کم کرنا تھا۔ جیسے آپ کے سرٹیفکیٹ لاز ہیں یا جیسے آپ کے مالی معاونت کو سپورٹ کرنے والے لاز ہیں یہ تمام قوانین جو انسان نے تخلیق کیے اپنی اعلیٰ ترین اجتماعیت کی حالت میں انسان نے پھر بھی کوئی مورل لاء تخلیق نہیں کیا۔ اگر آپ غور کریں تو اس وقت تمام زمانے میں ایک بنیادی Question جو جارہا ہے۔ ہم چھوٹے چھوٹے Questions کو نظر انداز کردیں تو سب سے بڑا Question جو پورے انسانی معاشرے میں جاری ہے وہ Choice versus Morality ہے کہ ایک طرف تمام تعلیم، تمام نظریات مغربی جدید انسان کو چوائس آفر کررہے ہیں کھلے ڈھلے مقاصد اس کو دے رہے ہیں۔ اس کے ذاتی مقاصد اس کو خصوصی شعور عطا کررہے ہیں اور دوسری طرف ہر نوجوان بچے کے ذہن میں ایک Question پیدا ہورہا ہے کہ

Why should we obey the moral law, Who is God,

کیوں کہ مورل لاء Flexible نہیں ہے۔ مورل لاء اتنا Rigid ہے Moral law خدا کا دیا ہوا ہے Over the centuries محیط ہے اور اگر آج کا امریکی معاشرہ یا برطانوی معاشرہ، یا یورپ یا آپ کا جدید معاشرہ جب چوائس کی ایجوکیشن لے گا تو سب سے پہلے آپ کا بچہ Question کرے گا کہ اگر میں زنا نہ کروں، شراب نہ پیوں، چوری نہ کروں تو

Who is going to punish me and when you tell him that God is the master mechanic of this system, then they have one more basic question who is God?

اور جب یہ سوال پیدا ہوتا ہے تو آپ کے پاس جواب نہیں ہوتا اس لیے کہ آپ نے اپنی زندگی میں مورل لاز کو مجبوراً، اخلاقاً، عادتاً، رسماً، رواجاً نبایا ہے مگر آپ نے کسی مورل لاء کو By Choice اختیار نہیں کیا ہوتا۔ تو نیچرلی یہ آج کے زمانے کا سب سے بڑا Crisis ہے جو ہمارے مشرق و مغرب دونوں طرف محیط ہے اور جب تک ہم فلسفہ خداوند پر غور نہیں کریں گے اور اللہ کی طرف سپیشل رجعت نہیں کریں گے۔ جو آپ نے بات کی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو مسلمان ہوا جس نے ابتدائے اسلام کی یا جس نے مسلمان گھرانے میں قدم رکھا اس نے پریکٹیکل Issuance پہ ہمیشہ آغاز کیا۔ اس پریکٹیکل Issuance میں نماز بھی ہے روزہ بھی ہے، جہاد بھی ہے زکوۃ بھی ہے۔ کوئی شخص Hardly یہ Imagine کرسکتا ہے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو مسلمان ہو اور ان Institutions کا انکار کرے۔ اور میرے خیال کے مطابق ایسا نہ میں کرسکتا ہوں نہ آپ کرسکتے ہیں مگر مقصد یہ ہے کہ کیا آپ نے ہمیشہ کے لیے اپنی پانچویں کلاس میں ہی رہ جانا ہے یا اس سے بھی زیادہ ترقی کرنا ہے۔ ایک اعلیٰ ترین مابعد الطبیعاتی اور ماورائی Religion کو ہم چند ایک پریکٹیکل

اقدامات میں محدود نہیں کرسکتے ۔ دیکھیں جب یہ دونوں سسٹم اکھٹے چل رہے تھے نیات اور عمل کا اس وقت ۔ ایک سادہ سا صحابی اٹھتا تھا وہ صحابی جو شاید اتنے پست درجہ تعلیم کا مالک تھا کہ حضرت بلالؓ فرماتے ہیں کہ مجھے وہ دن اچھی طرح یاد ہے کہ جب میں عورت کا دانستہ غلام ہوا، جب میں نے اپنے آپ کو ایک عورت کی غلامی میں دیا، ایک وقت کی روٹی کے لیے ۔ جب بلالؓ یمن کے گورنر بنائے گئے اور ان کو بھیجا جا رہا تھا ۔ رستے میں ان سے کسی نے کہا بلالؓ آج لباس تو تبدیل کر لیتے ۔ تو بلالؓ نے جواب دیا تم ہمیں آگہی سکھاتے ہو ۔ میں اس وقت کو جانتا ہوں جب میں ایک عورت کا از خود غلام ہوا، ایک وقت کی روٹی کے لیے ۔ پھر مجھے خدا نے وہ تقویٰ اور وہ ایمان عطا فرمایا کہ وہ عورت مجھ سے اتنی متاثر ہوئی کہ وہ میرے نکاح میں آئی ۔ اس نے تمام مال و اسباب مجھے سونپا ۔ میں اپنی اوقات اور اپنی آگہی کو اچھی طرح جانتا ہوں ۔ میں تمہارے کہنے پر اپنے عادات و خصائل تبدیل نہیں کرسکتا تو جناب والا اس سے مراد صرف اتنی تھی ۔ جیسے میں نے کہا اگر ایک Instituton کا سربراہ ہی موجود نہیں ہے ۔ تو ہم اس Institution سے اپنے مقاصد حاصل نہیں کرسکتے لہٰذا جب جہاد جزوی اور انفرادی ہوگا تو اس جہاد کو کلی طور پر انڈرسٹینڈ نہیں کرسکتے یوں تو کہنے کو جو بھی ہمارا فوجی اور سپاہی جنگ میں جائے گا اس کی بنیادی تربیت شاید یہ ہوگی کہ آپ نے جہاد کرنا ہے یا کسی کے خلاف ملک کی حفاظت کرنا ہے ۔ But پھر Internal Intention پر فیصلہ ہوگا کہ شہید کون ہے اور غازی کون ہے یہ کبھی خارجی کیفیت نہیں ہوتی ۔ اور اس لیے میں جو آپ کو آج کی بات بتا رہا تھا ۔ میں آپ کو وہ داخلی انٹینشن مضبوط کرنے کے لیے کہہ رہا تھا کہ اگر مذہب ماننا ہی ہے تو اسے خدا کے لیے مانا جائے ۔ اگر آپ نے اپنے شعور کو حاصل کرنا ہے اور رسم و رواج کو نباہنا ہے ۔ مجھے انگلینڈ سے ایک ینگ آدمی نے Question کیا کہ

What is so strange about the practices of Islam.

ہماری بھی پریکٹسز ہیں آپ کی بھی پریکٹسز ہیں، ہمیں بھی Vesper اور Mass ملتا ہے، بلکہ ہماری عادات آپ سے بہت اچھی ہیں، ہمیں تو خیرات کرنا بڑا مرغوب لگتا ہے ۔ ہم اسے پورے انسانی شعور کے ساتھ نباہتے ہیں ۔

What is so special about Islam?

تو میں نے اس سے کہا کہ

There is no difference کہ I swear my honour

عادات و مشاغل کسی بھی قسم کی ہوں ۔ ان میں اگر تبت کا ایک لاما پچیس سال سے ہمالیہ کی ترائی میں بیٹھا ہوا ارتکاز کر رہا ہے ۔ تو وہ اپنے مقصد کے حصول میں آپ سے ہزار درجے زیادہ مشقت کر رہا ہے ۔ آپ اسے کمتر نہیں گن سکتے، ایک جوگی جو پچیس سال سے قبر میں پڑا ہے ۔ کوئی مراقبہ قبر کر رہا ہے ۔ کوئی سورج بینی، شمع بینی کر رہا ہے تو اس میں اور کسی مسلمان میں فرق ہونا چاہیے ۔

The difference is very simple.

میں نے اسے کہا کہ اگر مجھے کسی اور مذہب میں خدا ملتا ہے ۔ اگر مجھے بدھ مت میں سے خدا ملتا تو بدھ مت میرے لیے follow کرنا آسان تھا ۔ اگر کرسچینٹی سے خدا ملتا

I would prefer it to Islam.

مگر مقصد فیصلہ ہوتا ہے۔رستے کا تعین یہ ہوتا ہے کہ میں کس چیز کے لیے کیا اختیار کر رہا ہوں۔ مجبوری یہ ہے کہ اللہ نے اپنے آپ کو باقی تمام اپروچز پہ بین کر دیا ہے اور فرمایا: اگر تم مجھے چاہتے ہو اور میری طرف آنا چاہتے ہو تو اب اسلام کے سوا کسی رستے پر میں تمھیں نصیب نہیں ہوں گا۔''ان الدین عند اللہ الاسلام'' (آل عمران: آیت ۱۹) اب اللہ کے نزدیک یہ Secret رستے جو ہیں تم نہیں اپناؤ گے۔اب اگر تم نے اللہ کو پانا ہے تو پھر تم صرف اسلام پہ چل کے آؤ گے۔

There is no mysticism in any other religion.

ہر جگہ جہاں بھی آپ مذہبی Spiritualist پائیں گے، وہ دروغ گوئی کے بہت قریب ہیں۔جب تک آپ قرآن۔خدا اور اسلام کو منزل نہیں بنا لیتے آپ کبھی بھی اللہ کی آگہی نہیں پا سکتے اور میں اس کے بڑی واضح سی مثال کرچین Religion سے دیتا ہوں کہ کرچین رومن Catholicism میں بہت بڑے Saint ہیں ماشاءاللہ تعالیٰ بہت بڑے سینٹ اور وہ سینٹ فرانسس آف Excellency کے نام سے مشہور ہیں۔ان کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے مراقبہ تثلیث کیا اور مراقبہ تثلیث میں یہ ہے کہ

Condition of the christ is involved into one own slef.

اور کرائسٹ کی کنڈیشن یہ تصور کی گئی کہ انہیں صلیب پہ لٹکایا گیا کوڑے مارے گئے تو سینٹ فرانسس چالیس دن مراقبے میں رہے اور بے شمار لوگوں نے گواہی دی کہ جب وہ باہر نکلے تو ان کی کمر پہ کوڑوں کے نشان تھے اور ان کے گلے میں اسی طرح کے صلیب کے نشان تھے۔جیسے حضرت عیسیٰؑ کے گلے میں بقول

The entire Roman's catholic religion.

مگر اگر ہم اس کو تسلیم کر لیں تو سینٹ فرانسس

One of the greatest Saints of all times.

جنہوں نے اتنی زیادہ مراقباتی جدوجہد کی مگر آپ قرآن کو پڑھیں گے تو پھر آپ کو سٹینڈرڈ بالکل غلط نظر آئیں گے۔پتا یہ لگے گا کہ سینٹ فرانسس کسی استدراج اور کسی شیطانی حادثے کا شکار ہوئے ہیں۔

It is no more God. It has never come from God. Comes that way to anybody the christ was.

کیونکہ قرآن حکیم بالکل صاف الفاظ میں کہتا ہے۔''**وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم**'' (النساء: آیت ۱۵۷) نہ اسے قتل کیا گیا نہ اسے صلیب دی گئی۔اگر ایک شخص کو صلیب دی ہی نہیں گئی تو مراقبہ صلیب کیا ہو گا تو میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اعمال کی حیثیت اتنی زیادہ نہیں ہوتی کہ ہم ان کو Over emphasize کریں۔اعمال اپنی جگہ مسلمہ ہیں اور کوئی بھی فرد واحد امت مسلمہ کا نماز، روزہ، جہاد اور ان چیزوں کی تلقین سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا اور کوئی شخص یہ کریڈٹ نہیں رکھتا کہ جو شریعتیں ایک دفعہ مقرر ہو گئی ہیں ان کو منسوخ کرے۔لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جیسے میں نے عرض کیا

معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میں سجدے میں جھکتا ہوں، جب میں خدا کی نماز میں کھڑا ہوتا ہوں تو مجھے جنت میں ملائکہ چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ اور حدیث بخاری کہتی ہے کہ دو مسلمان جب ایک اندھیری رات میں گزرے تو ان کے سامنے دو چراغوں کی لویں روشن تھیں جو ان کو مسجد تک پہنچا کے گئیں۔ اسید بن حضیر نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قرآن کی تلاوت کر رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ بادل جھک آئے اور ان میں ٹمٹماتی ہوئی روشنیاں تھیں اور وہ اتنے جھک آئے کہ میرا بچہ گھوڑے کے قریب لیٹا ہوا تھا اس دوران میں گھوڑا ہنہنانے لگا اور میں ڈرا کہ بیاسے کہیں روند نہ دے تو میں نے تلاوت بند کر دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسید! یہ ملائکہ تھے جو تیری تلاوت کے وجدان میں نیچے اتر آئے تھے۔ اگر تو تلاوت جاری رکھتا تو یہ بادلوں سے نکل کر تجھ سے مصافحہ کرتے۔ حضرات گرامی! میں تو اس رنج میں مبتلا ہوں کہ آخر انسان Academics سے آگے کب بڑھے گا۔ نیات کے عمل سے وہ کب گزرے گا۔ خود آگہی کے پراسس سے کیسے آگے جائے گا۔ خود شناسی کہاں اور خدا شناسی کہاں۔ کیا اسلام کا مقصد صرف ایکڈمکس ہے۔ یا

Islam is also a way to God. And if it is a way to God.

تو پھر اس میں کیوں لوگوں کے Pyramid اور Citadel بناتے ہیں۔ ایک جماعت میں ایک خدا شناس بھی نہیں ہوتا۔ لاکھوں آدمی ہوتے ہیں اور ہم کسی جماعت کو رد کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔ نہ کسی تبلیغی کو رد کرتے ہیں۔ نہ کسی اہلحدیث کو نہ کسی دیوبندی کو نہ بریلوی کو مگر ایک سوال ہمارے ذہن میں ضرور اٹھتا ہے کہ مجھے دیوبند اور بریلوی اس لیے Join نہیں کرتا کہ مجھے دیوبند اور بریلوی کی اینٹوں سے پیار ہے۔ مجھے تو یہ دیکھنا ہے ان میں سے کون سا سکول آف تھاٹ مجھے میرے مطلوب اور مقصود تک پہنچا سکتا ہے اور میرا مطلوب ومقصود صرف اللہ ہے اور اگر اس پورے پیرامڈ کو میں یہ نہیں کہتا کہ دس لاکھ آدمی خدا شناس ہیں۔

But I have a question to ask all these religious people.

کہ نیک بختو! اتنے بڑے سکول آف تھاٹ میں ایک تو پیرامڈ کی ٹاپ پر کوئی خدا شناس ہو۔ ایک کو تو دیکھ کے میں کہہ سکوں کہ ہاں اس سکول آف تھاٹ میں بڑی برکت ہے۔ اس میں ایک خدا شناس تو موجود ہے یہ کیا بحران اور المیہ ہے اس معاشرے کا کہ وہ لوگ جو اللہ کا نام لے کر اتنا پاورفل کلچر ڈویلپ کر چکے تھے۔

Unlike all the colonial powers in the west.

آپ اسلام کی Colonial پاور کو ذرا دیکھیں تو آپ حیران ہو جائیں گے کہ جہاں بھی مسلمان سیاح، اور گروہ گئے ہیں انہوں نے کوئی کالونیز قائم نہیں کیں۔ آپ انڈونیشیا کو دیکھیے

One of the most leading Muslim Countries.

اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور پر پھیلا ہے انہیں انڈونیشیا سامنے رکھنا چاہیے۔ جہاں کوئی فوج نہیں اتری، کوئی سپاہی نہیں اترا۔ چند لوگ اور ان کا کلچر کتنا مضبوط تھا۔ آیئے میں آپ کو مثال دوں آج کون سا آدمی ہے جو ویسٹ کو جاتا ہے اور وہاں رہنے کو آمادہ نہیں ہوتا۔ کون سی عورت ہے جو آپ ویسٹ سے بیاہ کے لائے ہیں اور وہ ادھر

ایسٹ میں ٹھہر گئی ہے۔

What is the difference?

The difference is ,they are so much convinced of their cultural superiority. They might change their religion. They might change their aspect of life. But they would not change their pattern of life, you see.

وہ اپنے کلچر میں اتنے مدہوش ہیں کہ وہ زیادہ دیر تک آپ کے اس کلچرل Denial کو نہیں Accept کرتے۔ وہ جلد از جلد واپس جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ہمارے وہ لوگ بھی جو اتنے چندھیا جاتے ہیں اس کلچر کی Brilliance میں کہ جب وہ یورپ میں جاتے ہیں

They don't easily come back.

مردوں میں پھر ایک تعداد موجود ہے۔

But I have hardly seen the women who have gone out and they still like to come back. it is very difficult.

یہ کلچر خارجی کلچر نہیں ہے۔ یہ اعمال سے پیدا نہیں ہوتا۔ یہ کلچر اس اسلامی نیت اور اخلاص سے پیدا ہوتا ہے کہ جس کے بارے میں اللہ کہتا ہے کہ مومن جب بازار میں بھی چلتا ہے تو اس کے آگے اس کا نور دوڑتا ہے۔

I am only talking about that particular culture.

اور میں اس نیت اور اس عمل کی بات کرتا ہوں جو اعمال کو رونق دے میں اس نیت کی بات کرتا ہوں جو ہمارے اعمال کو ثابت قدمی، رونق اور خوبصورتی دیتی ہے۔ جس سے ہمارا عمل واقعی مسلمانوں کا سا عمل لگتا ہے۔ ورنہ یہ ایک جانورانہ تقلید سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہوتی۔ ان شر الدوآب عنداللہ الصم البکم الذین لا یعقلون (الانفال: آیت ۲۲)

حضرات گرامی! یہ ایک سوال ہے جو میرے دوست دے گئے ہیں کہ ''اللہ نور السمٰوات والارض'' (النور: آیت ۳۵) یہ پوری آیت Quoted ہے۔ خواتین و حضرات! اس میں خدا نے اپنی مثال دی۔ ابھی اس مثال کو سمجھنے کے لیے ہمیں یہ دیکھنا پڑے گا کہ یہ ہماری تخلیقی کائنات ہماری بالائی کائنات کس پیٹرن میں موجود ہے۔ خداوندکریم نے اس کی مثال ایک ایسے طاق سے دی ہے جس طاق میں ایک چراغ ہے۔ چراغ کے باہر آئینہ ہے اور آئینے کے باہر روشنی ہے۔ اور یہ Exactly ان ہی Lines پہ چلتے ہوئے ہم فلاسفہ مشرق کو Nine Intelligences، کہتے ہیں اور نو سمتی اشراق عطا کیا ہے کہ خداوندکریم اپنے وجود مطلق میں جب ظاہر ہوا تو اس نے سب سے پہلے اپنے آپ کو Finest Possible نور میں ڈھالا۔ پھر وہ نور آگے بڑھتا ہوا انبیاء، انسان اور شجر و حجر تک پہنچا۔ اس پس منظر میں کئی روایات مولانا روم نے اپنی شاعری میں نقل کی ہیں۔ مگر آج کے زمانے میں اس کی مثال ذرا Different ہے۔ اس وقت جو کائنات کی نئی وضاحتیں آرہی ہیں کہ یہ ایبلنگ ٹائپ آرہی ہیں اور یہ وضاحت کی جارہی ہے کہ کائنات نہ بیضوی ہے نہ گول ہے۔ بلکہ کائنات پیچھے ہٹتی ہوئی اپنے مرکز کو رجعت کر رہی ہے۔ اور ایک سینٹر سے اس کا اخراج موجود ہے۔ اس کی

مثال یہ ہے کہ اگر کوئی بہت بڑا شخص ایک آرام کرسی پہ بیٹھ جائے اور سوچنا شروع کردے اور اس کی سوچ ہمہ جہتی ہو اور ہر طرف پھیلنی شروع ہو جائے۔ تو وہ اپنے اردگرد ہزاروں جہان تخلیق کر سکتا ہے۔ مگر سینٹر جو اس کا دماغ ہوگا جہاں وہ بیٹھا ہوا ہوگا اور جہاں سے ادھر ادھر جتنا بھی پھیلاؤ ہوگا وہ فرضی اور غیر معقول ہوگا۔ آپ کے تصور کی کوئی Limit نہیں، کوئی جہت نہیں۔ جدھر چاہو، آپ اسے پھیلا لو۔ خدا اور بندے کی سوچ میں صرف یہی فرق ہے کہ جب بندہ سوچتا ہے تو وہ اپنے ان تصورات کو عمل میں نہیں ڈھال سکتا۔ خدا کی سوچ یہ ہے کہ جب وہ سوچتا ہے۔ نہ صرف یہ کہ وہ ارادہ کرتا ہے بلکہ وہ قدرت رکھتا ہے اور جب وہ کلام کرتا ہے تو چیزیں ویسے ہی وجود میں آجاتی ہیں تو یوں مجھے پروردگار ایک مقام کی نشاندھی کرتا ہے کہ جس مقام پر پوری تخلیقات کا سینٹر ہے۔ اور اس سینٹر کی مثال وہ یہ دیتا ہے کہ خدا اپنے کام کاج سے قطعاً تھکتا نہیں ہے۔ یہ ایک بے پناہ ذہنی قوت ہے۔ انتہا درجے کی کہ وہ اپنے تمام معاملات کو جیسے سوچتا ہے ویسے پریکٹیکلی ڈھال رہا ہے اور جیسے آئینے کے باہر آکر اصلی روشنی کم نہیں ہوتی بلکہ زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح جب خداوند کریم اپنے مظاہر میں اترتا ہے تو اس کی روشنی کم نہیں ہوتی نہ اس کے نور کی کمی ہوتی ہے بلکہ اس کا اوریجنل سینٹر جتنا مضبوط ہے اتنا ہی رہتا ہے اور طاق کی مثال اگر آپ غور کیجیے تو خدا نے اپنی مثال اس طرح دی ہے کہ ایک طاق میں وہ کائنات کو پوری طرح پھیلا رہا ہے اور ابھی کچھ اور وقت گزرے گا کیونکہ ابھی سائنسز اس مقامات تک نہیں پہنچیں۔ سائنسز ابھی بہت سارے ایسے مقام تک نہیں پہنچیں جہاں قرآن نے وضاحت کی ہے جیسے قرآن حکیم میں سنگل یونیورس کا کوئی آئیڈیا نہیں ہے۔ قرآن حکیم نے سیون یونیورسز کا آئیڈیا پیش کیا ہے۔ جیسے سات آسمان ہیں وہ ایک کائنات نہیں بلکہ سبع کائناتی تصور ہے جو قرآن دیتا ہے۔ اس لیے کہ قرآن جب آسمان دنیا کی بات کرتا ہے تو قرآن یہ کہتا ہے کہ ”میں نے آسمان دنیا کو چراغوں سے سجایا۔ یہ جو ہمارے Lesser Conceptual جو لوگ تھے وہ پہلے سورج کی ایک Constellation کو آسمان قرار دیتے تھے حالانکہ قرآن بالکل واضح ہے کہ ”ولقد زینا السمآء الدنیا بمصابیح“ (الملک: آیت ۵) ”ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے سجایا“۔ ایک چراغ سے نہیں سجایا۔ Infact بات یہ ہے کہ یہ چراغ بھی Particular ہے۔ اللہ تعالیٰ چاند اور سورج کو کہیں بھی چراغ نہیں کہتا ہے۔ اب اگر دیکھا جائے تو ہماری اس Galaxial Order میں نو بلین Suns ہیں۔ اور کم از کم 200 بلین چاند ہیں۔ اب جتنے بھی جس حد تک بھی ہمیں آسمان پر یہ جلنے والے سٹارز نظر آتے ہیں یہ خدا کے کہنے کے مطابق ایک آسمان ہے اور جہاں تک ہمارا علم کہتا ہے یہ سنگل یونیورس ہے۔ جو میں نے کاسموس، اللہ اور کائنات پہ لکھا ہے، اس میں میں نے یہ بڑی وضاحت کی ہے کہ خدا کے نزدیک یہ پوری کائنات ستاروں سے بھری کائنات ہے یعنی یہ ایک سنگل کائنات ہے۔ اور اس کی بالائی کائناتیں کئی قسم کی ہیں۔ No body knows۔ اس کے ساتھ ساتھ خداوند کریم نے نہ صرف یہ کہا کہ ہم نے سات آسمان بنائے ہیں بلکہ فرمایا کہ سات دنیائیں بھی Create کی ہیں۔ ”اللہ الذی خلق سبع سموت و من الارض مثلھن“ (الطلاق: آیت ۱۲) اللہ تو وہ ہے جس نے سات آسمان تخلیق کیے اور ایسی ہی سات دنیائیں۔ اور یہ نہیں ہے کہ وہ دنیائیں خالی ہیں یا ان میں انسان نہیں ہیں یا بندے نہیں ہیں بلکہ فرمایا ”یتنزل الامر بینھن“ ”ان تمام زمینوں میں ہمارا حکم اترتا ہے۔ ”لتعلموا ان اللہ علی کل شیءٍ قدیر“ (الطلاق: آیت ۱۲) تا کہ تمہیں معلوم ہو کہ تمہارا رب کتنی قدرت والا ہے تو قرآن کی آیات کا وہ

ادراک جو ہمارے پاس ہے نہایت محدود ہے، اور جب ہمارے علم کی وسعتیں بڑھتی ہیں تو ہماری آگہی ذات اور آگہی کائنات بڑھتی ہے۔ہمیں خدا کی مثالیں عجیب وغریب نظر نہیں آتیں بلکہ بڑی Pertinent نظر آتی ہیں۔ یہ عجیب سی بات ہے کہ ہمارے پاس جو جنتوں کے تصور ہیں بڑے محدود ہیں مگر قرآن کی ایک آیت ہی جنت کا ایسا تصور تخلیق کرتی ہے کہ جو زمین وآسمان میں کہیں سمایا نہیں جاتا اب اللہ کی عظمت کرتے ہوئے دیکھیے اس مثال میں اس نے کہا کہ میری مثال چراغ کی طرح ہے مگر خدا کو خود دیکھیے تو وہ کہتا ہے کہ یہ اتنا بڑا سورج اتنا مہیب اور ہولناک سورج جو ہمارے سر پہ کھڑا ہے۔ جو نو کروڑ میل دور سے ہمیں زندگی عطا کر رہا ہے۔اس کو خدا کہتا ہے۔ یہ ایک چراغ ہے۔ ''وجعل الشمس سراجاً'' (نوح : آیت ۱۶) ایک جلتا ہوا چراغ۔اب جو پروردگار ہے وہ اتنا بڑا رب جو سورج کو ایک دیا کہہ رہا ہے، جو اس قسم کے کروڑ ہا رب ہا سورجوں کو دیے کہہ رہا ہے اس کی اپنی عظمت کا کیا پیمانہ ہوگا۔اور جو جنت اس نے آپ کے لیے بنائی ہوگی، اس کا اندازہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ آج ہم جس کائنات کی دہلیز پر کھڑے ہیں، اس کے عین وسط کی نشاندہی کرنے والا دور افتادہ ایک ستارہ دریافت ہوا ہے جو ہماری دنیا سے پندرہ ٹریلین لائٹ ایئرز کے فاصلے پر ہے۔اب پندرہ ٹریلین لائٹ ایئر کے فاصلے پر جا کے ہم کائنات کو برابر تقسیم نہیں کر سکتے۔ہمیں پتا نہیں کہ کائنات کہاں ہے اور کہاں نہیں ہے اور یہ ایک کائنات ہے اور اس کے بالا کیا ہے۔اس کے آگے کیا ہے اور ایک ایک سورج کائنات میں اتنا بڑا ہے کہ آپ کے اٹھارہ ہزار سورج اس میں آجاتے ہیں۔اب یہ میگا ڈیفرنس ہے۔کوانٹم تھک گئی ہے۔ Relativity تھک گئی ہے۔اب آگے کوانٹم اور Relativity کے فلاسفرز نے فیصلہ کیا ہے کہ یار پکی کوئی بات نہیں۔قطعاً کوئی پکی بات نہیں۔کوئی پکی بات ہم کر ہی نہیں سکتے وہ کہتے ہیں آپ کوئی آپشن کائنات میں سوچ لو حتیٰ کہ وہ اس حد تک چلے گئے ہیں کہ کائنات میں آپ کوئی تھیسس بنالو، کوئی نہ کوئی نکل آئے گا۔تو سوچیے وہ یہ کہنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ کائنات بالا میں انسانی ذہن کا ہر وہم، ہر وسوسہ، ہر خواب پورا ہو سکتا ہے اور پھر بھی کائنات آپ کو سمجھ میں نہیں آئے گی۔تو اس کائنات میں اللہ تعالیٰ جنت کا حدود اربعہ واضح کرتا ہے فرمایا: زندگی اور موت کے بعد مومنین اس جنت میں داخل کیے جائیں گے۔''وجنة عرضها السموت والارض'' (آل عمران: آیت ۱۳۳) جس کی چوڑائی اور لمبائی سات زمینوں اور سات آسمانوں سے بھی زیادہ ہے Can you imagine? کیا آپ تصور کر سکتے ہیں۔ہماری جنت کا تصور کیلے کے لگے ہوئے باغوں کا ہے اور خداوند کریم نے یہ چیزیں قرآن میں لکھی ہیں۔مگر جو ہماری حدود ان کو متعین کرتی ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک درخت ہے کہ جس کے نیچے ایک آدمی سو برس چلتا جائے گا اور وہ ختم نہیں ہوگا۔پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت میں ایک مکان سے دوسرے مکان کا فاصلہ پانچ سو برس کا ہے۔تو وہ وہاں کیسے جائیں گے۔فرمایا براق پر، یعنی ایک مکان سے دوسرے مکان کا فاصلہ 500 لائٹ ایئرز کا ہے۔تو آپ سوچ سکتے ہیں کہ جنت

Is the huge most galaxy, inconceivable greater than seven earths and the skies.

اور اس Galaxy میں کتنی جگہ ہے۔یہ بھی تھوڑی سی بات آپ کو بتا دوں کہ کتنی جگہ ہے اس میں۔فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب جنت میں لوگ داخل کر دیے جائیں گے تو پھر بھی جنت میں جگہ بچ جائے گی اور اللہ

پھر نئے لوگ پیدا کرے گا اور نئی پھر آزمائشیں ہوں گی اور پھر نئے لوگ داخل ہوں گے

Do you understand what he says?

اس زمین پہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑا یہ فلسفۂ خیال نہیں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ پہلی دنیا نہیں ہے۔ یہ تو ایک مسلسل تخلیقی پراسس ہے جو سات دنیاؤں کا اور وہ کہاں کہاں واقع ہیں، اللہ اس کو بہتر جانتا ہے اور یہ بھی میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ آپ لوگ اپنے مرنے سے پہلے شاید ایک آدھ دنیا کا سگنل دیکھ لو۔ میرا یقین یہ کہتا ہے کہ Sciences اس وقت تک ہیں جب تک قرآن کی یہ دور از کار باتیں پوری نہیں ہو جاتیں۔

Scientist is learning the same thing in hard way, which God has stated to the people with easier way.

تو فرق صرف اتنا ہے کہ خداوند کریم نے جو باتیں لکھ دی ہیں۔ ابھی تو بہت ساری باتیں ایسی ہیں قرآن کریم کی۔ ابھی آپ دیکھیے گا اگلے پانچ سال میں، قرآن کی ایک اور بات پوری ہو جائے گی۔ جس پر کبھی پرویز صاحب نے بڑا شدید اعتراض کیا تھا کہ جانوروں کی بولی (سلیمانؑ) نہیں سمجھتے تھے اب ایسے آلے نکل آئیں گے جو آپ اپنی جیب میں رکھ کر اپنے جانوروں سے کلام کر سکیں گے۔ ہو سکتا ہے صبح سویرے مرغ کی اذان آپ کو لفظ بہ لفظ سنائی دے۔ وہ کیا کہہ رہا ہے، کیا نہیں کہہ رہا۔ تو ہر بات اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری ہونیوالی ہے، مگر بدقسمتی یہ ہے کہ یہ عصر دجال ہے اور پرا گرس ایک Limit تک ہے اور اس کے بعد جیسے اللہ چاہے گا جب قرآن اپنے تمام حالات میں ثابت ہو جائے گا۔

And in the next ten years، آپ کی اطلاع کے لیے ہے کہ لوگ جہازی طریقے سے Travel کرنے کے بجائے شعاعی طریقے سے Travel کریں گے۔ اسی طرح جیسے ملکہ بلقیس کا تخت لایا گیا تھا۔ ابھی میٹل کی ایک چھوٹی سی ڈلی انہوں نے ایک جگہ سے دوسری جگہ ٹرانسفر کر لی ہے۔ اب Fusion اور De fusion بھی ہو چکی ہے اور آپ کو پتا ہے مارکونی نے پہلے پہل ریڈیو ویو Length جو ایک کمرے سے دوسرے کمرے تک پہنچائی تھی۔ بعد ازاں اس کا نتیجہ آپ کہاں کن ایجادات میں نکلا۔ تم بہت بہتر جانتے ہو مگر میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ خدا اتنی بلند اور اتنی جہت میں پھیلا ہوا ہے کہ یہ کہنا بڑا مشکل ہے۔ اسی لیے خدا نے دوسری جگہ یہ فرمایا کہ تمہارے پاس میری جیسی کوئی شے نہیں، کوئی مثال نہیں ہے۔ یہ مثال میں تمہیں سمجھنے کے لیے دے رہا ہوں۔ یہ میری مثال نہیں ہے۔ لیکن اگر تمہیں بہت اچنبھا ہو۔ تمہیں بہت پریشانی ہو، تمہارے ذہن میں بہت سارے سوال آئیں کہ خدا کیسے کائنات چلاتا ہے۔ خدا کائنات میں کیسے ہوتا ہے۔ خدا کائنات میں کہاں بیٹھتا ہے تو میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ پوری کی پوری کائنات پیچھے ہٹتی ہوئی ایک طاق کی طرح ایک نکڑ میں آجاتی ہے اور اس نکڑ میں، میں بیٹھا سوچتا ہوں اور جیسے جیسے میں سوچتا ہوں چیزیں پھیل رہی ہیں جیسے تمہارا دماغ ایک طاق کی طرح ہے۔ اس میں دماغ کا چراغ جلتا ہے اور اس میں آپ خواب و خیال Built کرتے ہو۔ پتا نہیں کہاں سے کہاں چلے جاتے ہو۔ ڈے ڈریمنگ جسے کہتے ہیں۔ ہول گیدرنگ جسے کہتے ہیں اور دیکھیے ہوتا وہی ہے کہ اتنی بڑی سوچیں ہم امریکہ میں بیٹھے ہوئے ہیں، انگلینڈ بیٹھے ہوئے ہیں باتیں ہو رہی ہیں، رومانس ہو رہے ہیں،

شادیاں ہو رہی ہیں، کاروبار چل رہے ہیں مگر جب ہم اکتا جاتے ہیں تو ایک جھٹکے سے کہتے ہیں! بس بھئی۔ That's all

And the moment you get up come into the real sense the whole show is lost. And dreams are lost.

اس دن اللہ میاں کہیں گے کل یقیناً ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ پھر جب اتنے سارے خواب دیکھ لے گا، اتنے سارے Dream world کو ختم کرے گا اور اس کی ڈریم ورلڈ Real ہے۔ غلط نہیں ہے۔ اس لیے کہ خدا نے انسان کو پیدا کرتے ہوئے ایک چیز اس سے لے لی، دو چیزیں اپنی دے دیں۔ اللہ قدیر تھا۔ انسان کو اللہ نے مرید کر دیا۔ متکلم کر دیا۔ قدرت دے دی، یہ قدرت اس سے لے لی، اگر ہم قدیر بھی ہوتے۔ ہم عبدالقدیر ضرور ہو سکتے ہیں لیکن قدیر نہیں ہو سکتے۔ اگر ہم قدیر ہوتے تو ہم اپنی ہر خواہش کو پورا کر سکتے۔ آپ نے سنا ہے جنت میں کیا ہوتا ہے۔ آپ خواہش کریں گے اور چیز آ جائے گی۔ یعنی آپ کی دماغی قوتیں اتنی بڑھ جائیں گی کہ آپ کو اللہ میاں وہ قدرت دے گا جو اس کی اپنے ساتھ مخصوص ہے اور جنت میں یہی ہو گا کہ جو چاہو گے بناؤ گے۔ اگر موتی کا محل پسند ہے تو موتی کا محل موجود ہو جائے گا۔ اشیاء فطرت میں ایک ہیں، اپنی تخصیص میں ایک ہیں۔ اپنے Origin میں ایک ہیں۔ اپنی Nature میں ایک ہیں اور اسی لیے رسل نے کہا تھا کہ

We only know the relationship of things, we don't know the nature of things.

ہم صرف اشیا کے تعلق کو جانتے ہیں، اشیا کی فطرت کو نہیں جانتے اور رسول گرامی مرتبت کی ایک دعا ہے کہ "اے اللہ مجھے اشیاء کی فطرت کا علم دے" دیکھیے اپرو چز میں کتنا فرق ہے۔

This is what I am always telling. کہ اگر آپ کو خدا سے وابستگی ہو گی تو آپ اللہ سے اشیاء کی فطرت کا علم مانگیں گے تو یقیناً آپ کی وسعت ذہن، آپ کا ابلاغ، آپ کی قدرت ذہن از حد بڑھے گی اور West is no West, East is no East یہ تو بات اللہ کے بندوں کی ہے، اور اللہ کا بندہ نہ ہونے کی۔

تصوف کی روشنی اور سائیکالوجی کے سائے!

سوال: آپ نے حضرت معاذ بن جبلؓ والی بات کی ہے کہ کون و مکان کی کوئی حد تک نہیں ہوتی۔ جب ہم یہ باتیں سائیکالوجی کے سٹوڈنٹ سے کرتے ہیں۔ وہ کہتا ہے جی

It falls in curriculum of para Psychology Is it so? Sir

جواب: بات یہ ہے صاحب کہ سائیکالوجی کی اپنی حدود ہیں۔ سائیکالوجی کی کبھی بھی Intention خدا شناسی نہیں رہی۔ بہر حال اس کی Intention خود شناسی اور خود آگاہی ضرور ہے۔ اور سائیکالوجی کا مقصد یہ ہے کہ بدتر اور کمزور Self کو بہتر اور کارآمد Self میں ڈھال لینا اور اس کے لیے ماڈرن سائیکالوجی جتنے بھی Complexes جتنے بھی فوبیاز جتنے بھی Superstitions سے لڑتی ہے۔

Psychology likes to provide a good scientific reason for all the deeds.

ہوسکتا ہے آپ جسے جن قرار دے رہے ہیں۔سائیکالوجی اسے ہسٹیریا قرار دے۔آپ جسے عمل تعویز اور سحر سمجھ رہے ہوں، سائیکالوجی اسے Obsession اور Posession کا عمل قرار دے۔

And there we fully agree with psychology, because God is not God of unreasonable incidents. God is a God of Reason.

علم وحکمت اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ ہے اور خداوند کریم نے انسانی درجات کو آسیب پہ نہیں تخلیق کیا۔ اللہ نے علم پر انسان کے درجے تخلیق کیے ہیں۔ (آیت) "جس کے چاہتا ہوں درجے بلند کرتا ہوں۔ اور ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہے" مگر حضرات گرامی! سائیکالوجی قطعاً آپ کو خدا شناسی کا سبق نہیں دے سکتی اس لیے کہ سائیکالوجی Move کرتی ہے۔

From self to the self سائیکالوجی Self سے Self کو Move کرتی ہے۔ سائیکالوجی نفس کی تعلیم ہے، نفس کی ترغیبات کی تعلیم ہے نفس کی Arrangements کی تعلیم ہے مگر جب Ultimately کہیں لے کے جائے گی تو آپ کو ایک بہتر نفس تک ہی لے کے جائے گی اور یہاں سے تصوف شروع ہوتا ہے "ولمن خاف مقام ربہ جنتن" (الرحمٰن: آیت ۴۰) "کہ جو خدا کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اس نے اپنے نفس کی مخالفت کی"

Now you see, the difference is understandable between the two

کہ ایک آدمی ترقی کرتا ہے Initiative رکھتا ہے وہ ایک چھوٹے سے افسر سے ترقی کر کے گورنر یا صدر بن جاتا ہے۔ تو سائیکالوجی اس کو کامیاب انسان کہے گی۔ اعلیٰ ترین انسان کہے گی اس کی صلاحیتوں کی تعریف کرے گی۔ ہو سکتا ہے وہ خدا کی سائنسز میں اول درجے کا مردود ہو، اس لیے کہ مکر و فریب سے، غیبت سے، چالبازیوں سے اس نے اپنی زندگی کے اقتدار کو حاصل کیا اور سائیکالوجی اس کو Appreciate کرے گی۔

He has used his skill. He has used his determined actions. He has used this and that and ultimately he reached at very high position.

مگر اللہ کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ خدا کے نزدیک ان لوگوں کی حیثیت ہے جو اپنی جبلی اقتدار کو عقل وعلم کے لیے قربان کرتے ہیں، اور پہلی عقلی استعداد اس وقت پیدا ہوئی جب نسل انسان نے جبلت کے خلاف جہاد کیا اور خواتین وحضرات آج بھی یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ کو صرف بہترین عقل سے پہچانا جا سکتا ہے۔ اور عقل کے بغیر تلاش کا جو حشر ہوتا ہے وہ آپ کے معاشرے میں بالکل ظاہر ہے کہ ہر آدمی تعویز دھاگا اور جادو سحر کی مصیبتوں میں مبتلا ہے۔ And nobody realizes کہ جہاں اللہ ہے اور جہاں پروردگار کی یاد موجود ہے اور جہاں خداوند کریم کا آسرا نصیب ہو وہاں کسی قسم کے ظلم وستم کا شائبہ نہیں ہوسکتا۔ مگر خدا نے کہا" ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین" (الزخرف: آیت ۳۶) کہ جو رحمان کے ذکر سے غافل ہوئے ہم ان پر شیطان کو غلبہ دے دیتے ہیں وہ ان کے قریب ہے آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ پیرا سائیکالوجی تصوف کے بہت سارے واقعات کو Paranoid Illusion

سمجھتی ہے۔ Illusion Paranoid یا Delusion سمجھتی ہے درحقیقت Illusion Paranoid یا Delusion ہو بھی سکتا ہے۔ بشرطیکہ ایک بندہ صوفی نہ ہو۔ مصیبت یہ ہے کہ چونکہ تصوف کے تمام معیارات عقلی ہیں اور تصور کا اعلیٰ ترین معیار اعتدال ہے کیونکہ بہت سارے لوگ صوفیانہ مزاج کے ہوتے ہیں نہ معتدل ہوتے ہیں اور نہ عاقل ہوتے ہیں۔ اس لیے سائیکالوجی کو انہیں جنونی ڈکلیئر کرنے میں آسانی ہوتی ہے کیونکہ ہوسکتا ہے جسے آپ مجذوب سمجھ رہے ہیں وہ واقعتاً سائیکولوجیکلی جنونی ہو۔ اس لیے آپ سائیکالوجی کو Ignore نہیں کر سکتے۔ علوم نفس کی وہ مہارت، وہ محنت وہ استعداد جو انہوں نے اسلامی سٹڈی میں Gain کی ہے اس کی بہرحال تعریف کی جانی چاہیے۔ مگر تصوف اس سے ذرا آگے ہے۔

اللہ کا اسم ہی اسم اعظم ہے

سوال: (مفہوم) آپ نے آیت پڑھی "وعلم آدم الاسماء کلھا" (البقرۃ: آیت ۳۱) اسماء سے کیا مراد ہے۔ کیا ان سے مراد اسمائے الٰہی ہیں؟

جواب: یہ آخری سوال ہے جو میں ڈیل کروں گا اور بھی سوال ہیں اس کے بعد۔ بہت سارے انسان اس سسکتی ہوئی انسانیت میں اپنے مصائب کے لیے رب کو پکار رہے ہیں۔ اب ایسا ہے کہ میں ماں سے زیادہ بندے سے پیار کرتا ہوں تو پھر یہ کیوں حل نہیں ہو رہے ہیں۔ ہر عمل بے روح کیوں ہے۔ جواب تو آپ نے دے دیا کہ ہر عمل بے روح ہے۔ اس لیے بہت سارے لوگ جو اللہ کو پکارتے ہیں، بہت سارے لوگ اسی وقت بہت سارے اسباب کو بھی پکار رہے ہوتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا کہ تو اگر اللہ کو ایسے پکارے کہ تیرے دل میں اللہ کے سوا اور کوئی نہ ہو تو یہ تیرا اسم اعظم ہے۔ In Fact میں نے اپنی زندگی میں اس شخص کو کبھی پریشان، دردمند اور رسوا نہیں دیکھا جو مصائب میں صرف اللہ کو پکارتا ہے۔ اصل میں ہمارے پاس اللہ ایک Excuse کی طرح ہے۔ ایک ایسا Excuse کہ جب تمام اسباب کی خداوندگی کم ہو جائے، جب ہم تمام خدا دیکھ لیں، اسباب سارے دیکھ لیں اور اس کے بعد اگر ہمارے مسائل حل نہ ہوں تو پھر ہم اللہ کو پکارتے ہیں اور یہ پکارنا جبراً ہوتا ہے۔ سنی سنائی بات ہے کہ چلو جی اب ایک خدا باقی رہ گیا ہے جسے اللہ کہتے ہیں، چلو اس کو بھی Try کر لیتے ہیں۔ آپ اللہ کو پکارتے ہیں۔ اے اللہ تو یہ کام کر جب وہ نہیں کرتا تو کہتے ہیں اللہ تجھے بھی دیکھ لیا۔

In fact, you see, God has always served people as an excuse.God has not been taken as almighty Allah, As one who can realy solve every bit of your problems....

یہ توکل میں کمی اور خدا کے اعتقاد میں کمی کے باعث ہوتا ہے اور آپ کے اندرونی بحران کی وجہ سے ہوتا ہے ورنہ ایسی کوئی بات نہیں کہ خدا کسی کی نہ سنے۔ وہ ہمیشہ سنتا ہے اور اگر نہیں سنے گا اگر آپ کی بلا بڑی ہے تو میں قسم اٹھا کہ کہتا ہوں کہ آپ کو اتنا صبر ضرور دے دیگا کہ آپ اس بلا کے نکلنے تک محفوظ رہیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ خدا آپ کو آزمائش میں تنہا چھوڑ دے مگر چونکہ وہ دلوں کا حال جانتا ہے "واعلم ما تبدون وما کنتم تکتمون" (البقرۃ: آیت ۳۳) "میں اچھی

طرح جانتا ہوں جو تمہارے دلوں میں ہے اور جو تم چھپاتے ہو' وہ آپ کے دلوں کو جانتا ہے کہ آپ کو اللہ پر کتنا یقین ہے اور اردگرد کے خداؤں پر کتنا بھروسا ہے۔

کیا خدا شناسی کا علم مخصوص لوگوں کے لیے ہے؟

سوال: حضرات گرامی ایک بہت طویل سا سوال ہے کہ خدا شناسی کے علم پر آج جو نشست ہوئی آیا یہ علم بہت زیادہ پڑھے لکھے یا سمجھدار لوگوں کے لیے ہے یا پھر اس سے عام طالب علم بھی مستفید ہو سکتا ہے۔ اگر یہ علم عام لوگوں کے لیے مشعل راہ کا کام کر سکتا ہے تو پھر اس سلسلے میں جب کیا آپ کسی یونیورسٹی کے قیام کا ارادہ رکھتے ہیں یا اس علم کو صرف چند سو افراد تک محدود کرنا چاہتے ہیں؟

جواب: حضرات گرامی! یہ بڑا اچھا سوال ہے۔ دراصل مجھ سے ایک دفعہ پوچھا گیا کہ چلو جی آپ نے تھوڑا سا پڑھا لکھا، آپ نے کوشش کی اور آپ خدا تک کسی نہ کسی صورت حال میں دعوتاً یا مقصداً پہنچ گئے تو وہ لوگ کیا کریں گے جو اتنا علم نہیں رکھتے۔ تو حضرات گرامی میں سمجھتا ہوں آج کا انسان خاصا شاطر ہے۔ اپنے آپ کو ذہین سمجھتا ہے تو جو آدمی اپنے آپ کو ذہین، سمجھدار، پڑھا لکھا، انا پرست سمجھے اس کو تو چاہیے کہ خدا کو تلاش کرے اور اگر کوئی ایسے سادہ لوح بھی ہیں جو یہ کام نہیں کر سکتے تو پھر ان کے لیے دوسرا راستہ یہ ہے کہ وہ کوئی خدا شناس تلاش کریں۔ تو دونوں صورتوں میں برأت ہے۔ Range of mind is different اور اگر انہیں اپنی Capacity of mind کا اتنا بھرپور احساس نہیں ہے تو پھر وہ ایسے کریں کہ یا خود تلاش کر لیں یا پھر کسی ایسے کو تلاش کر لیں جو پہلے سے حقیقت علم سے واقف ہو۔ باقی جو میری بات ہے Frankly telling you جو کچھ بھی تجربات و حوادث کی شکل میں مجھے ملا ہے وہ لوٹا رہا ہوں جو اللہ نے دیا ہے، زندگی سے جو سیکھا ہے

I think everybody is capable of knowing God.

میرا اپنا خیال یہ ہے ایک سادہ ترین انسان سے لے کر اعلیٰ ترین ذہانت کے انسان تک سارے لوگ اللہ کو جاننے کے قابل ہیں۔ خدا نے ہمارے کمپیوٹرز میں ایک Inherent صلاحیت رکھی ہے اور یہ صلاحیت کوئی اور کام کر سکے یا نہ کر سکے مگر خدا کو جاننے کا ضرور فریضہ سرانجام دیتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو تمام لوگوں سے قبر میں ایک ہی سوال نہ پوچھا جاتا۔ یعنی جب ایک موچی سے، ایک قصائی سے، ایک پروفیسر سے، ایک دانشور سے، ایک مزدور سے ایک ہی بات اللہ پوچھ رہا ہے کہ من ربک تو ایک ان پڑھ آدمی بھی تو کہہ سکتا ہے کہ یا اللہ میں نے تو ساری عمر جوتیاں گانٹھی ہیں میں نے تو کتاب پڑھی ہی نہیں میں کہاں سے تجھے جواب دوں تو پھر وہ سچا ہے جو یہ کہتا ہے کہ اللہ میاں میں پڑھا لکھا نہیں ہوں۔ مگر خدا کہتا ہے نہیں میرے بندے نے جھوٹ کہا کیونکہ یہ صلاحیت میں نے ہر انسان کو دے رکھی ہے وہ بقدر استطاعت اپنے رب کو پہچان سکتا ہے۔

جلوہ بقدر ظرف نظر دیکھتے رہے
کیا دیکھتے ہم ان کو، مگر دیکھتے رہے

حضرات گرامی! ایک حقیقی بات یہ ہے کہ تین آدمیوں سے یہ قلم اٹھا۔یعنی سوئے ہوئے، مجنون اور مجذوب سے یہ قلم اٹھا لیا جاتا ہے۔ بچے سے یہ قلم اٹھا لیا جاتا ہے ورنہ اور کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جس پہ شناخت پروردگار بقدر ظرف نہ اٹھے۔ یہ Inherent کوالٹی ہے ہر انسان کے کمپیوٹر میں اللہ تعالیٰ نے کم از کم یہ وعدہ شناخت ضرور رکھا ہے۔لیکن ایک سادہ سی بات ہے کہ ایک شخص نے مجھے کہا کہ پروفیسر صاحب آج میں خدا کو مان گیا ہوں بڑا excited میرے پاس آیا۔ تو میں نے کہا کیسے مان گئے ہو۔تو اس نے مجھے کہا کہ جی میں گھر سے قسم کھا کر نکلا تھا اللہ میاں اگر مجھے سڑک پر پچاس روپے کا نوٹ مل گیا تو تجھے اللہ سمجھوں گا وگرنہ نہیں سمجھوں گا۔وہ مجھے کہنے لگا پروفیسر صاحب قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ میں جونہی سڑک پر آیا تو پچاس کا نوٹ پڑا تھا۔میں نے کہا تیرے اللہ کی قیمت پچاس روپے ہے، دیکھ لو۔

But I would say this is a manner of argument in every body.

ہر آدمی نے اللہ کے بارے میں اپنی اپنی Argument رکھی ہوئی ہے۔یہ ہو گیا تو سمجھوں گا اللہ ہے، یہ ہو گیا تو سمجھوں گا اللہ نہیں ہے And Then اپنے اعتبارات کو Build کرتا ہے مگر Main Argument جو آپ نے دیکھا، حضرت ابراہیمؑ، نمرود کا محاکمہ ہوا، اور نمرود نے کہا اے ابراہیم تو کہتا ہے خدا زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے" قال انا احیی وامیت" (البقرۃ: آیت ۲۵۸)" میں بھی زندہ کرتا ہوں میں بھی مارتا ہوں" اور پھر اس نے ایک بندے کو جسے پھانسی کی سزا ہوئی تھی اسے چھوڑ دیا اور ایک دوسرے بندے کو جو اچھا بھلا بیٹھا تھا اسے قتل کر دیا تو اس نے کہا دیکھا ابراہیم۔تو ابراہیمؑ نے اسے Argument دی اور وہ Argument یہ تھی کہ خدا ایک چھوٹے سے دربار کا خدا نہیں ہے۔ایک مملکت کا خدا نہیں ہے۔بلکہ خدا ایک پوری کائنات کا خدا ہے اور جب تک تو اپنے غلبے کو بیرون کائنات تک مجھ کر کے نہیں دکھائے گا میں اس Argument کو تسلیم نہیں کروں گا اب ابراہیمؑ نے کہا "قال ابراھیم فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فأت بھا من المغرب" (البقرۃ: ۲-۲۵۸)" کہ میرا رب تو مشرق سے سورج چڑھاتا ہے تو مغرب سے چڑھا" کافر مبہوت ہوئے۔تو ابھی دیکھیے خدا کے ثبوت کے لیے جو معجزات پیغمبروں کی زندگی میں آتے ہیں یہ ہر آدمی کا Place of Faith ہے۔ایک شخص نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تجھے پیغمبر نہیں مانوں گا جب تک چاند دو ٹکڑے نہیں ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے وہ ساعت قریب آگئی چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور ہزاروں حجتیں جو حضرت موسیٰ پر ان کی قوم نے رکھیں۔وہ یہ وضاحت کرتے ہیں کہ ہر آدمی کا

Standard of justification of truth is different

اور اپنی اپنی قدر کے برابر ہے۔اسی طرح انکار کے دلائل، ایک بہت بڑے ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ آف فلاسفی جو اللہ کے بڑے سخت خلاف تھے تو میں نے ان سے پوچھا آپ کے پاس کوئی دلیل ہے؟ جی ہاں ہے۔میں نے کہا حضور کیا ہے؟ تو کہنے لگے دیکھو، میرا ایک جوان بھائی تھا مجھے اس سے بے پناہ محبت تھی خدا نے اسے جوانی میں کیوں اٹھا لیا، پھر رونا بھی شروع ہو گیا خدا انا انصاف نہیں ہو سکتا ہے۔میرے ساتھ بڑی ضد کی، بڑی ناانصافی کی۔ایک اور صاحب ملے انہوں نے کہا پروفیسر صاحب میں تو ایمان سے چلا گیا، میں زندگی بھر روروکے اپنے بھائی کی زندگی کی دعائیں مانگتا رہا میں حج کو گیا، میں حج کے دوران میں جہاں بھی گیا، ایک ہی دعا مانگی میں نے کہا یا اللہ میرے بھائی کو بڑی طویل زندگی

دے، میں واپس آیا تو وہ مرگیا۔ اس کا میں کیا کروں۔ میرا خدا سے اعتبار ہی اٹھ گیا ہے۔ میں نے کہا بھائی اگر اللہ پہ اس طرح کا اعتقاد ہے تو دو جمع دو بھی بدل کے دیکھ لو تم جذباتی ہوئے ہو تو یہ چھ ہو جاتے ہیں تمہارا بچہ مرجائے تو دو جمع دو تین ہو جاتے ہیں۔ جب ایک چھوٹی سی Mathematical Preposition تمہارے جذباتی تغیر اور تبدل سے نہیں بدلتی تو اتنی بڑی کائناتی حقیقت کو تم ماں باپ کے مرنے سے بدل دیتے ہو، تمہارا بچہ مرجائے گا تو تم خدا پہ اعتبار چھوڑ دو گے تو God has no such concept اس کو اتنی بڑی کائنات چلانی ہے کہ اس کے پاس ان چھوٹی چھوٹی Sentimental Approaches کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ یہ تو پتا نہیں کیسے اسے خیال آیا کہ میں نے انسانوں سے محبت کرنی ہے، خیال رکھنا ہے، میں نے انسانوں کو گلے لگائے رکھنا ہے اور یہ پکا اپنی کتاب میں بھی لکھ دیا۔ اپنی کتاب میں دیکھو اللہ میاں کیسے اپنے جبر کو اپنے اوپر مسلط کرتا ہے کہ کتاب میں لکھ دیا کہ میں نے اپنے اوپر یہ فرض کرلیا ہے میں ہر حال میں انسان پہ رحم کروں گا۔ ایسی عجیب وغریب سوچ، یہ پروردگار نظر ہی نہیں آتا کیونکہ اتنی بے پناہ قوتوں کے درجات کے باوجود انسانوں کی محبت اور رحمت اپنے اوپر غالب کرلی۔ ''کتب علی نفسه الرحمة'' اور جب یہ فرض کرلی تو نہ صرف یہ کہ اس رحمت کو Abstract رکھا ایک بے کراں رحمت کو Abstract رکھا بلکہ اس بے کراں رحمت کو مجسم کردیا ادھر کہا ''الحمدلله رب العالمين'' (الفاتحہ: آیت ۱) ادھر کہا ''کتب علی نفسه الرحمة'' (الانعام: آیت ۱۲) ادھر کہا ''وما ارسلنک الا رحمة للعلمين'' آپ غور کریں تو کائنات کی وجہ تخلیق نظر آتی ہے کہ مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے رحمت اپنے اوپر غالب کرلی۔ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اوپر غالب کیا اور کتاب میں یہ لکھ دیا کہ اس میں کوئی لفاظی کوئی Imagination استعمال نہیں کر رہا، میں سیدھی سی قرآنی آیات کا ترجمہ آپ کو پیش کر رہا ہوں۔ اللہ نے فرمایا ''الحمدلله رب العالمين'' ایک جگہ فرمایا کہ میں نے مخلوقات کی تخلیق سے پہلے یہ لازم کیا کہ ہر حال میں ان پہ رحمت فرماؤں گا ''کتب علی نفسه الرحمة'' ایک جگہ فرمایا ''وما ارسلنک الا رحمة للعلمين'' صرف رب اور رحمت کا فرق رہ جاتا تو بندگی کے سوا آج تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقامات سمجھ نہیں آتے خالق ومخلوق کا فرق تو کہیں نہیں مانا جائے گا مگر خالق ومخلوق کے علاوہ جو واحد وجہ سمجھ آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق کی کہ جیسے ہر آدمی کی Appreciation جو ہے کسی بالغ نظر کو Appreciate نہیں کرسکتی۔ میں اگر ایک بڑا اچھا فلاسفر ہوں یا دانشور ہوں یا شاعر ہوں تو ہر آدمی کی تعریف مجھے خوش نہیں کرسکتی۔ اگر ایک ان پڑھ آدمی آکے واہ واہ شروع کردے گا تو میں خاصی شرمندگی محسوس کروں گا اور اگر ایک پڑھا لکھا آدمی خاموش رہے گا تو میں کہوں گا جس کو سمجھ آئی تھی اس نے تو تعریف ہی نہیں کی اور جس کو سمجھ ہی نہیں آئی خواہ مخواہ مجھے الجھائے جا رہا ہے۔ تعریف میں تو دراصل خدا کو بھی سب کی تعریف پسند نہیں آتی جب تعریف کے Ranks بھی بنائے گئے تو اسے ایک ہی بندے کی تعریف اپنے لیے پسند آئی اور اس نے اس کا نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھا۔ احمد کا مطلب ہی یہی ہے کہ تعریف کرنے والا۔

تو حضرات گرامی یہ ایک سوال ہے کہ علم اور معرفت میں کیا فرق ہے؟ کیا معرفت محض عطائے الٰہی ہے؟ یا کوشش سے ممکن ہے۔ حضرات گرامی علم کا نتیجہ ہی معرفت ہے۔ اگر آپ کا ذہن تجسس اور سوچ رکھتا ہے جاننے کی، سمجھنے کی اور آپ کا شعور Progrresive ہے تو علوم سے گزرتے ہوئے اس کی واحد نیچرل منزل اللہ ہے۔ تمام عقلی جدوجہد، شعور

اور بلاغت فکر ونظر بالآخر اللہ پہ آ کے ختم ہوتی ہے اگر آپ کو علمی جدو جہد سے اللہ نہیں ملا تو آپ کو واپس پلٹ کے یہ دیکھنا ہوگا کہ نقص علمی جدو جہد میں کہاں ہے

Then must be some fault in your understanding and approach.

اور یقین جانئے کہ Reasonable آدمی جو پچھلے دنوں ایک امریکن ایمبیسڈر تھے انہوں نے انڈیا میں کہیں میرا ذکر سنا تو وہ آتے ہی مجھے کہنے لگے

I am a spiritualist for the last 30 years.

I have come to share my spirtual and celestial experiences with you.

میں نے کہا Welcome۔تو میں نے کہا جی موضوع کیا ہوگا تو کہنے لگے "Spiritual" تو میں نے اسے کہا کہ پیشتر اس کے کہ آپ سے کچھ سیکھوں ، میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ Spiritualism means nothing اس کا خدا سے کوئی تعلق نہیں جو کچھ بھی آپ کے پاس ہے اس کا خدا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

Because I know you have no knowledge of God.

تو ظاہر ہے انہوں نے کہا جی آپ pre-guess کر رہے ہیں تو میں نے کہا نہیں

I am not pre-guessing

آپ اس Path پہ ہی نہیں ہیں تو میں نے ان سے پوچھا تم کیا کرتے رہے ہو۔اس نے مجھے کہا کہ میں مدتوں سے خدا کی تلاش میں ہوں۔ میں خدا کی تلاش میں دس سال رومن کتھولک رہا۔

I did not find God. so I change my religion

پھر میں Jew ہو گیا۔میں بنیادی طور پہ Jew تھا۔میں پھر اپنی Judaism کو لوٹ آیا پھر

I stayed there about 10 years . I did not find God.

پھر میں نے Judaism کو چھوڑ دیا پھر میں ہندو ازم کی طرف راغب ہوا اور چونکہ میں انڈیا میں تھا تو میں نے پانچ سال مسلسل جا نچا پرکھا۔ ان سب کا مطالعہ کی

I did not find God. پھر میں بدھ ازم کی طرف گیا لیکن مجھے خدا نہیں ملا۔ میں نے کہا خدا نہیں ملا تو spiritualism کیا ہوتا ہے

What do you mean by spiritualism

تو میں نے اس سے question کیا؟

Why did you not try Islam.

I do not know why, but i did not try Islam.

کہتا ہے I did not know why, but I did not try Islam میں نے کہا نہیں

You have to answer this question.

تمہیں دکان چاہیے تھی کہ سودا چاہیے تھا اور اگر تمہیں سودا چاہیے تھا تو تم اسلام کو کیوں Ignore کر گئے۔ باقی مذاہب کو تم نے بڑا پوچھا، بڑا ادھر ادھر گئے، سارا Try کیا تو کہنے لگا کوئی خاص بات نہیں۔ میں نے کہا خاص بات تھی کہ اسلام کے خلاف تمہارے دل سے تعصب نہیں گیا۔ تمہیں خدا کی تلاش نہیں تھی اگر خدا کی تلاش ہوتی اور اگر تمہیں پتا تھا کہ مسلمان بھی یہ دعویٰ رکھتے ہیں کہ ہم سے خدا ملتا ہے تو تم اسلام بھی Try کرتے تو میں نے کہا ذرا پھر دل ٹٹول کے دیکھو تم ابھی اپنی سائیکالوجی آف سیلف ہی سے نہیں نکلے تم نے آگے کیا بڑھنا ہے۔ اللہ کے پاس کون سی Spiritualism تم تلاش کر رہے ہو

But you know he said, I could agree with you , I could agree with you do you suggest me some thing .

میں نے کہا ہاں I could suggest you something الحمدللہ خاصا فرق پڑا اس کو میں جو بھی آپ سے کہہ رہا ہوں کہ He sent me a message

I think I have reached some where, in the search of God.

اور میں چاہتا ہوں یہاں آ کے میرے اور بڑے دوست ہیں، حلقۂ احباب ہے

We are arranging a session for you

تو شائد وہی مجھے Invite کرے۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ کا اپنا ایک Clear مقصد ہونا چاہیے کہ You really need God یہ آپ کو ہر روز اپنے آپ سے پوچھنا پڑے گا کہ کیا واقعی آپ کو خدا کی تلاش ہے اور اگر آپ کا دل گواہی دے کہ آپ کو خدا چاہیے تو میں خدا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ اتنی مشکل دنیا میں اتنی آسان اور قابل حصول شے کوئی نہیں جتنا خدا ہے

The reason is very simple, He has created you for him.

نہ اس نے آپ کو روٹی کے لیے پیدا کیا، نہ پانی کے لیے، نہ بیوی بچوں کے لیے یہ تو ضمنی مقاصد ہیں جب مجھے پیدا ہی اس نے اپنے لیے کیا ہے تو وہ مجھے کیسے انکار کر سکتا ہے۔ حضرت بایزید بسطامی چالیس سال تک مراقبۂ ذات میں رہے، چالیس برس کے بعد ہم آہنگی ہوئی کچھ شعور خداوند تک پہنچے تو کہنے لگے کہ چالیس برس میں خدا کی تلاش میں رہا جب میں نے اسے پایا تو پتا چلا کہ وہ مجھ سے پہلے میری تلاش میں تھا۔ اور یہ حقیقت ہے۔ جس کو خدا کی تلاش ہے، جس کو طلب ہے جو اس رستے کو ڈھونڈ رہا ہے خواہ وہ مشرق میں ہے یا مغرب میں ہے، خواہ وہ Antarctic یا Arctic میں ہے جب وہ کھلے دل سے، سچے دل سے اللہ کی آرزو کرتا ہے تو وہ ضرور اسے اپنے تک پہنچنے میں مدد دیتا ہے۔ ناموں پہ مت جائیے

You got muslim names and some people have christian names and some peoples have got hindu names.

انسان بنیادی نیچر میں ایک ہے سوائے اس شخص کے جو اپنے آپ کو آدمیت سے مزین کرتا ہے جو اپنی زندگی

کے مقصد کا تعین کرتا ہے جو اللہ کی ہمسائیگی کی آرزو کرتا ہے۔ وہ اللہ سے دور نہیں رہ سکتا Not at All اور یہی معرفت ہے۔ اللہ کی طرف پہنچنے کے تین رستے ہیں۔ The first is argument جو ذہن آسیب کے رستے سے ہٹ جائے۔ چھوٹے چھوٹے چمکاروں سے اپنی Argumnet کھو بیٹھے جو کسی صفائی کے کرشموں سے اچھائی اور خیر اور شر کا عمل بھول جائے

You must have a very strong argument.

یہ جو پیغمبر ہوتے ہیں یہ اللہ کی دلیل ہوتے ہیں۔ یہ حجت اللہ ہوتے ہیں۔ ایک پیغمبر کا معجزہ اس کا اپنا نہیں ہوتا۔ یہ اس کی دلیل ربانی ہوتی ہے۔ وہ ایک ایسے شخص کی طرح ہے جو غیر معقول میں بھی دلیل رکھتا ہے اور معقول میں بھی دلیل رکھتا ہے۔ ایک شخص کو عقلی دلائل سے واسطہ نہیں ہوتا مگر جب وہ کہتا ہے کہ اے پیغمبر اگر بارش برس جائے تو میں تجھے پیغمبر مانوں گا، تیرے خدا کو خدا مانوں گا تو وہ کہنا یہ چاہتا ہے کہ میرے پاس بارش برسنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ میں Existing Data پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ بارش نہیں ہوگی۔

And if i go to man of God, and i tell him.

بارش تو نہیں ہوگی۔ تو اگر برسا دیں تو اللہ کو مانوں گا تو ہمیشہ ڈیٹا خدا کے تصور سے جدوجہد کرتا ہے اور آج کے دن کی سب سے بڑی بدقسمتی Data Intoxication ہے ہر زمانے میں نئے نئے نشے ہوتے ہیں آج کا نشہ ہیروئن نہیں ہے Data Intoxication ہے ہر آدمی کہتا ہے کہ ہمارے پاس Reasoning ہے سائنٹفک Reasoning ہے اور سائنسدان کو دیکھیے کہ قرآن ڈر سے نہیں پڑھتا۔ آپ کو پتا ہے ایک بہت بڑے سائنسدان مجھے اسلام آباد میں ملے انہوں نے کہا پروفیسر صاحب قرآن سے سائنس نہیں ثابت، چھوڑیئے آپ قرآن سے نہ کریں۔ اللہ پر بس ایسے یقین درست نہیں میں نے کہا

Why are you afraid,why are you afraid of looking through the pages of Quran.

اگر تمہارا خدا اتنا کمزور ہے کہ تمہارے سائنسی حقائق کی تردید جو ہے قرآنی آیات کو بدل دے گی تو پھر تمہارا ایسے قرآن اور خدا پر یقین کا کیا مطلب Why do you believe in God then مگر تم قرآن پڑھ کے تو ایک دفعہ کہو نا کہ میرے سائنسی حقائق یہ کہتے ہیں اور تمہارا قرآن یہ کہتا ہے پھر تو کوئی مزہ آئے۔ میں نے کہا قرآن آج کی بات کرتا ہے، قرآن تو قیامت تک کی ترقی اور عظمت اور ابتداء وانتہا کی بات کرتا ہے، قرآن تو قیامت کا نقشہ تمہیں دے رہا ہے "القارعة ماالقارعة" قرآن تو قیامت تک کی بات کرتا ہے۔ اللہ تو نسل انسان کے بیلنز اور ٹریلنز ایئرز کے انسانی قافلوں کے انسان کی بات کرتا ہے وہ کہتا ہے تم جہاں تک پہنچو، جب آسمان ٹھنڈا ہو جائے، جب ستارے بجھ جائیں گے "اذا الشمس کورت" جب سورج بجھ جائے گا پھر "اذا النجوم انکدرت" ستارے گدلے پڑ جائیں گے یہ وہ پروردگار عالی مقام انسانی ذہن کی ترقی سے غافل ہوگا۔ کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ جس نے دنیا کا انجام لکھ دیا، اس کو یہ پتا نہیں ہوگا کہ یہ Intellectual میرے بارے میں کیا سوچے گا۔ اس کو یہ نہیں پتا کہ فلسفوں میں Existentialism

بھی آئے گی۔اس کو یہ نہیں پتا ہوگا کہ مارکسزم آئے گا اور میرا انکار کرے گا۔Semantic آئیں گے اور مجھ میں کیڑے نکالیں گے۔وہ انسان کے ذہنی پراگرس کا خالق ہے۔وہ انسانی ذہنی کمپیوٹر کا خالق ہے۔اس کمپیوٹر کی چھوٹی سی Exhibition آپ کو دینا چاہتا ہوں اس کے Connections جو ہیں zero 36 x 18 ہیں اور اس کے کنکشن کی پریکٹیکل مثال جو اس ذہن کے برین کنکشن ایسے ہیں ایک سادے کاغذ پر دوسرا سادہ کاغذ رکھتے جائیے پندرہ بلین سالوں تک رکھتے جائیے تو ذہن کے کنکشن پورے ہوتے ہیں۔Do you think جو اتنے پیچیدہ کمپیوٹر کا خالق ہے،اس کو یہ نہیں پتا کہ ستاروں تک کمندیں پھینکنے والے میرے بارے میں کیا سوچیں گے اور اس نے کیا کہنا ہے۔جائیے انجیل اٹھا کے دیکھیے تورات اٹھا کے دیکھیے آج سے اڑھائی ہزار سال قبل حضرت جبریل امین نے دانیال کو زمین پر تباہی اور ہلاکت کی خبر دی تھی۔حضرت دانیال نے پوچھا جبریل امین یہ تباہی کب آئے گی۔جبریل امین نے فرمایا جب انسان اجاڑنے والی مکروہ چیزیں نصب کرے گا اجرام فلکی پر دراندازی کرے گا۔اب حضور گرامی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات دیکھیے،فرمایا ہوسکتا ہے کہ اللہ دنیا کی عمر آدھا دن اور بڑھا دے۔آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آدھا دن کتنا ہوگا۔کیا پانچ سو برس اور بڑھائی جا رہی ہے۔غور کیجیے کہ خدا کے لیے یہ کتنا آسان ہے اس کے اختیار اور اقتدار کی کوئی حد ہی نہیں ہے۔کہ آدھا دن اور بڑھ جائے۔پانچ سو برس اور بڑھ جائیں،کم از کم بیس جنریشنز اور بڑھ جائیں ان میں سے کئی ٹریلین انسان اور بڑھ جائیں۔

It makes no difference to God. And look at this tiny little human biengs جو اپنے چھوٹے سے کمپیوٹر کے ڈیٹا کی وجہ سے اتنا دندنا رہا ہے کہ براہ راست دامن کبریا پہ لکیریں ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے۔

اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا
آج تک فیصلہ نفع و ضرر کرنہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

حضرات گرامی اللہ کا انکار وہی کرتا ہے جس نے کبھی اللہ کو جاننے کی کوشش نہیں کی۔اور اللہ ہر زمانے میں اپنی دلیل خود مہیا کرتا ہے اور جو دلیل ہوگی اسی کی کاؤنٹر زمانے کی دلیل ہوگی۔اگر Babylonians،کیمیڈینز کے زمانے میں اگر علم نجوم بہت زبردست تھا اور جادو اور سحر بڑا تھا ''یعلمون الناس السحر وماانزل علی الملکین ببابل ھاروت و ماروت''(البقرۃ:آیت۱۰۲)اور ہاروت و ماروت اگر سحر سکھاتے تھے تو وہاں حضرت ادریس علیہ السلام بھی موجود تھے اور خدا نے کہا کہ انسان کے Possitive اور Negative علوم دونوں اکٹھے چلتے ہیں۔اور قرآن حکیم میں فرمایا کہ ہم مثبت علم کو رکھ چھوڑتے ہیں اور منفی کو غائب کر دیتے ہیں۔آپ ذرا غور کیجیے۔آج کے زمانے میں قاعدہ ذہن انسان کو دیکھیے کہ اس زمانے کے مہذب دور میں علم ہیئت کے ہوتے ہوئے،Astronomy کے ہوتے ہوئے،لوگ آج بھی آسٹرالوجی کے برج گن رہے ہوتے ہیں۔جو انسانی ذہنی کمزوریوں کے باعث تخلیق ہوتے ہیں،جو منفی

Reasoning سے کام لیتے ہیں، ان کو اللہ نے ترک کر کے بہتر علم کی مدد سے معاشرہ انسان کو آگے بڑھایا اور انسان کا یہ عالم ہے کہ اتنا مہذب ہو کر بھی پھر انہی علوم کو پلٹتا ہے۔

ایک Question یہ ہے جی کہ علم لدنی کیا شے ہے حضرات گرامی! علم تین یا چار Catagories میں ہے۔ ایک کو ہم کہتے ہیں Intelligence جو علم کے Basic Instrument ہیں۔
Intelligence is the instrument. یہ انسان میں جانور میں سب میں موجود ہوتی ہے۔ جب اس کو کتابیں دی جائیں ڈیٹا دیا جائے تو یہ Intellect بن جاتا ہے عقل بن جاتی ہے، ذہانت بن جاتی ہے۔ اس پر آئی کیو کی بنیاد پڑتی ہے۔ Intelligence profession بڑھ جاتی ہیں۔ جب عقل کسی چیز پہ مرتکز ہو جائے اور مسلسل غور خوض کرے جیسے نیوٹن نے کیا، الیگزینڈر فلیمنگ نے کیا تو پھر Intuition نکلتی ہیں عقل کا ارتقاع وجدان میں ہے۔ علوم کے یہ تین درجات تمام انسانوں کے نصیب میں ہیں "ولقد کرمنا بنی ادم" (الاسراء: آیت ۷۰) انسان کو ان تین درجات علم سے کرامت بخشی، مگر جب خدا کے تصور سے علم حاصل کیا جائے۔ اور اللہ کے شوق میں تو اس وقت ایک متجسس روح علم کی چوتھی ریفائنمنٹ تک پہنچتی ہے جسے الہام کہتے ہیں الہام غیر معمولی شے نہیں ہوتا۔ الہام کوئی آسمانوں سے اتری ہوئی شے نہیں ہے یہ اسی ذہن کا اعلیٰ ترین ارتقاع ہے۔ Intuition سے ایک درجہ آگے الہام ہے۔ جو صرف خدا کی معرفت اور اس کے تعلق سے ذہن کو نصیب ہوتا ہے اور اس کا اصول قرآن حکیم میں درج ہے کہ انسانی ذہن پر دو قسم کے خیالات وارد کیے جاتے ہیں "ونفس وما سواها" ہم نے نفس انسان کو درست کیا، برابر کر دیا۔ "فالهمها فجورها و تقوها" (الشمس: آیت ۷-۸) ہم نے اس پہ فسق وفجور اور تقویٰ کے خیالات الہام کیے پھر جس نے بہتر کو چنا، خیال خیر کو چنا۔ "قدافلح من زكها" (الشمس: آیت ۹) وہ ذکاوت پا گیا، نفاست پا گیا، وہ اپنے مقام سے آگے بڑھ گیا "وقد خاب من دسها" (الشمس: آیت ۱۹) جس نے Negative سائیڈ چنی، وہ خسارے میں رہا تو حضور گرامی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے پچاس ہزار بندے بغیر کسی حساب کتاب کے جنت میں داخل کیے جائیں گے تو پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کون لوگ ہیں فرمایا جو فال نہیں لیں گے۔
Those who do not believe in guesses جو بانٹ نہیں پھینکتے، جو پانسہ ساز نہیں ہیں جو انتہائی Objective and Practical ہیں۔

Those who are sentimental in approach towards God, but very objective in the understanding things around them.

"ويتفكرون في خلق السموت والارض" (آل عمران: آیت ۱۹۱)۔

حضرات گرامی ایک آخری سوال میرے پاس تین چٹوں کی صورت میں موجود ہے ان میں ایک ہی سوال کیا گیا ہے کہ اسماء کا علم کیا ہے اور اس کو کیسے سمجھا جا سکتا ہے۔ تو حضرات گرامی چونکہ اس علم کی وضاحت پہلے سے کہیں بھی مرتب

نہیں ہے اور ایک مختصر سی بات حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے قول کے بعد اگر کسی شخص نے اس کی تھوڑی سی Exibition دی ہے تو وہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی ہیں اور اس کے بعد اس دور حاضر میں Perhaps اس علم پہ کوشش کی ہوگی مگر وہ اس کی سائنٹفک Objectivity ، دریافت نہیں کر سکے ، ایسے اصول وضع نہیں کر سکے ، جس سے یہ قابل حصول علم بن جائے اور حروف مقطعات کا یہ علم جو ہے ہمیشہ سے عجیب وغریب رہا اور لوگ اس کی آرزو میں مرتے رہے

But they did not find clue to understand the nature of these 14 Asma

چودہ اسماء جو ہیں ان کی وہ نیچر نہیں سمجھ سکے تو بہت مدت کے بعد جب میں اپنی ابتدائی تحقیقات میں مصروف تھا تو میں نے اللہ سے ایک گلہ کیا کہ باقی چیزیں تو چلو Waste ہو جائیں ٹھیک ہیں مگر تو نے قرآن کیوں Waste کیا۔ تو میرا خیال ہے اللہ کو بات کافی چبھی ہوگی ظاہر ہے تو میں نے اس سے کہا بعض چیزیں تو نے ایسی قرآن میں لکھ دی ہیں جو ہمارے سمجھنے کے لیے ہی نہیں ہیں تو پھر تُو تو خود کہتا ہے غور وفکر کرو اور غور وفکر کی ڈیمانڈ کرنے والا اللہ ہمیں ایسی چیزیں دے رہا ہے جن کے بارے میں کچھ موجود ہی نہیں تو میں نے اس سے پوچھا یہ "الم" کیا ہے یہ "حٰم" کیا ہے، "عسق" کیا ہے جیسے بہت سارے مفسروں، فقہاء اور علمائے حاضر نے بھی لکھا ہے کہ یہ عرب کا تکیہ کلام تھا۔ حروف کلام ہیں کسی نے کہا "یٰس" کا مطلب سردار ہے۔ کسی نے کہا "طٰہٰ" کا مطلب بھی سردار ہے تو

But frankly telling you, i was not ready to accept this. To me it meant some thing.

اور Clue اس کا انسان کے اس ابتدائی معاشرے میں تھا کہ جب سے انسان نے لینگویج شروع کی تو اس کو لینگویج پڑھائی گئی "وعلم آدم الاسماء کلها" (البقرۃ: آیت ۳۱) اور لازم بات یہ ہے کہ انسان نے سب سے پہلے ان چودہ حروف سے ایجوکیشن شروع کی تو پھر تمام علوم انہی سے اخراج شدہ ہیں اور یہ چودہ حروف اپنے اندر Basic کیٹگری کا علم رکھتے ہیں

Its the knowledge of the basic category

اب Question یہ تھا کہ ان کی صفات کیا ہو سکتی ہیں۔ ان کے حلقے کیا ہو سکتے ہیں، ان کے درجات کیا ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ نے شطرنج دیکھی ہو تو آپ کو پتا ہوگا کہ اس میں سولہ اور زیادہ سے زیادہ بتیس مہرے ہوتے ہیں مگر اس کی جب چالیں کاؤنٹ ہوتی ہیں تو وہ ایک بلین سے بھی زیادہ ہیں۔ اسی طرح حروف مقطعات کی جو Basic وضاحتیں ہیں وہ تو Simple ہو سکتی ہیں مگر جب یہ Interrelated ہوتے ہیں تو پھر یہ تمام علوم کی Basic نفسیات بن جاتے ہیں۔

And every thing is very much understandable, if you have this knowledge.

مثلاً کوئی شخص ہوگا اور وہ

If I know the name. I would know the nature of that man. I know the

category, I know the man. where does he stand where he will go, perhaps.

شیخ اکبر کہا کرتے تھے کہ میں ایک شخص پہ نگاہ ڈالتا ہوں اور میثاق سے لے کر برزخ تک اس کے مقامات دیکھ لیتا ہوں یہ شاید بڑا Wide Claim ہے مگر Fact یہ ہے کہ حروف مقطعات ایک قسم کا خلاصہ کائنات ہیں اور ان سے جو علم حاصل ہوتا ہے۔ وہ ایک

Uncountable source of estimate

ہے۔ یہ سمجھو کہ یہ کسی Basic Computer کی کلید اور کنجی ہے کنجی لگتی جاتی ہے ایک پورا Chapter واشگاف ہو جاتا ہے

But i have been demonstrating this knowledge hundered & thousand of people.

مگر میرا مقصد نہ Exhibition ہے اور نہ اس کا مقصد یہ ہے کہ میں اس سے کوئی فائدہ اٹھاؤں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ انسانوں کی basic nature کے متعلق جو بات میرے علم میں آتی ہے

It becomes easy for me to guide them to instruct them & to teach them.

ہر انسان کے اپنے پیٹرن کی اصلاح بھی انہی حروف سے ممکن ہے۔ So after a long time میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ ہمارے سالانہ سیشن کا ایک بہت بڑا موضوع جبر وقدر کا ہے۔ میں اس موقع پر انشاءاللہ حروف مقطعات پہ ایک پورا لیکچر Arrange کروں گا اور آپ کو اس کے اصول بتاؤں گا اس کے Chapter-wise آپ کو عنوان دوں گا پھر آپ کی مرضی ہے کہ آپ کیا سمجھتے ہیں اور کیا نہیں؟

USMAN BOOK COLLECTION
Contact # 0345-7019792